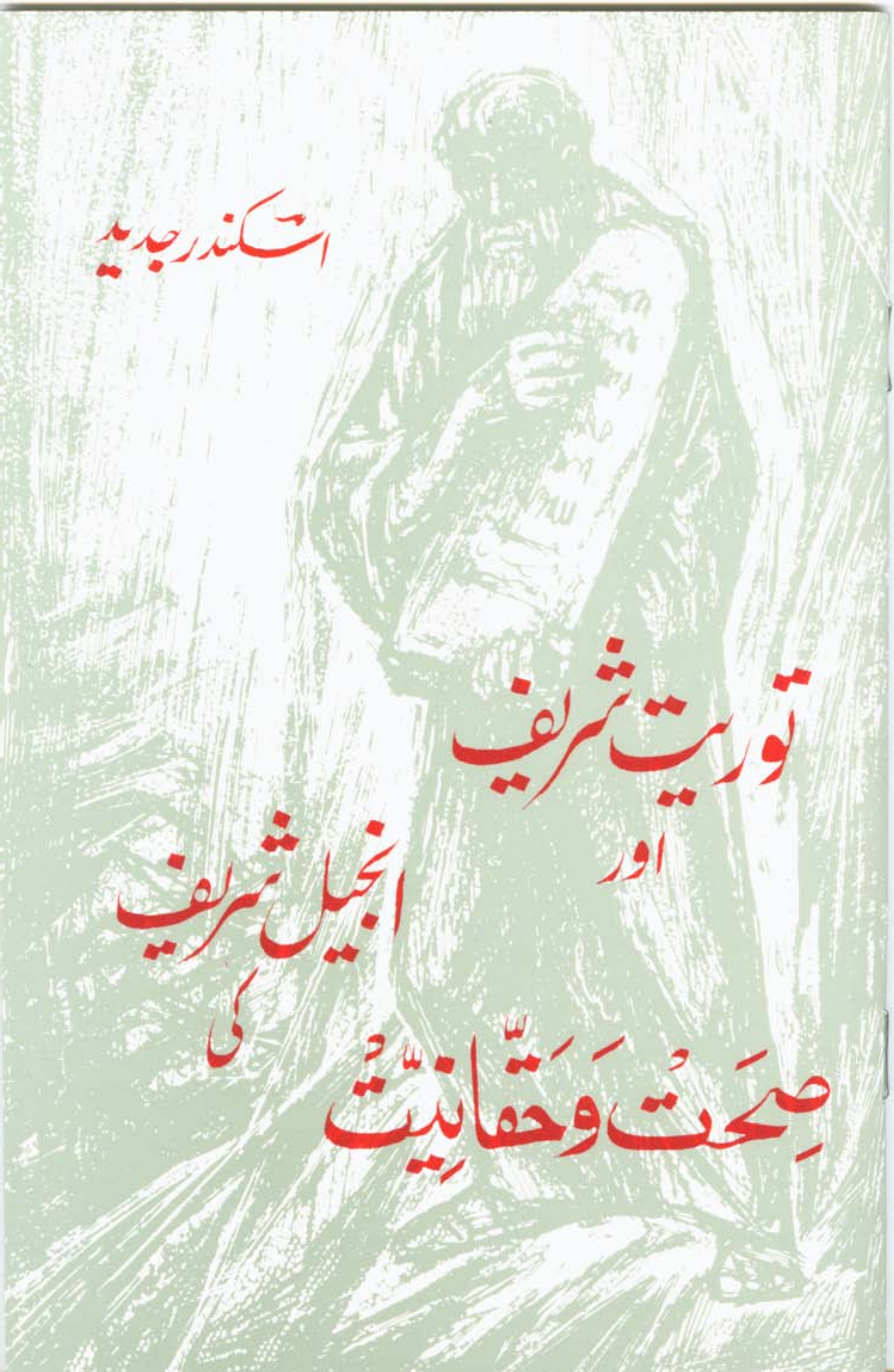

اسکندر جدید

توریت شریف اور انجیل شریف کی صِحَت وَحقّانِیّت

اپنی سب راہوں میں
اسکو پہچان اور وُہ تیری
راہنمائی کریگا

امثال ۳:۶

توریت شریف

اور

انجیل شریف

کی

صِحت وحقانیت

اسکندر جدید

ایک عربی کتاب
عِصمَۃ التّوراۃ وَالاِنجِیْل
کا اُردو ترجمہ

(جُملہ حقوق محفوظ ہیں)

Order Number: **RPB 4003 URD**
German title: **Die Unfehlbarkeit der Thora und des Evangeliums**
English title: **The Infallibility of the Torah and the Gospel**

The Good Way • P. O. Box 66 CH-8486-Rikon • Switzerland

Internet: **//www.the-good-way.com**
E-mail: **info@the-good-way.com**

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱-	کتابِ مُقدّس کی تکوین و تشکیل	۷
۲-	وحی کی شہادت	۱۳
۳-	انبیاء و رسل کی گواہی	۱۵
۴-	اتصال و تواتر	۱۷
۵-	قدیم ترین نسخے	۲۳
۶-	قدیم مخطوطات کی شہادت	۲۵
۷-	علم آثار قدیمہ کی گواہی	۲۷
۸-	اسلام کی تصدیق و گواہی	۳۴
۹-	ایک ناگزیر سوال	۴۴
۱۰-	تحریف کے مسئلہ پر کچھ مسلم علماء	۵۷

ہزاروں سال ہوئے اللہ نے یہودیوں یعنی بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے ذریعہ ایک وصیّت کی تھی جس کا مضمون یہ تھا :

"جس بات کا میں تم کو حکم دے چکا ہوں اس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ کچھ گھٹانا تاکہ تم خداوند اپنے خدا کے احکام کو جو میں تم بتاتا ہوں مان سکو۔"

بائبل : استثنار ۴ : ۲

پھر اسی کتاب میں یہ کہکر اس وصیّت کو دُہرایا گیا ہے کہ :

"جس جس بات کا میں تم کو حکم کرتا ہوں تم احتیاط کر کے اس پر عمل کرنا اور اس میں سے نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ اس میں سے کچھ گھٹانا" (۱۲ : ۳۲)

پھر صدیاں گذر گئیں اور حضرت سلیمان نے رُوح القُدس کے زیر اثر ہو کر یہ شہادت دی ہے :

"خدا کا ہر ایک سخن پاک ہے وہ ان کی سپر ہے جن کا توکل اس پر ہے تو اس کے کلام میں کچھ نہ بڑھانا، مبادا وہ تجھ کو تنبیہ کرے اور تو جھوٹا ٹھہرے" (امثال ۳۰ : ۵-۶)

پھر کتاب مُقدّس (بائبل) کے آخری صحیفہ کے اختتام پر یہ تنبیہ ملتی ہے :

"میں ہر آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوّت کو سُنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کریگا۔ اور کوئی اس نبوّت

کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی
کے درخت اور مقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے
اس کا حصہ نکال ڈالے گا۔"

(مکاشفہ ۲۲: ۱۸-۱۹)

تو کیا ان سارے منہیات، تحذیرات اور منہیات کے بعد بھی کوئی انسان جو اللہ، اس کی کتابوں، اسکے رسولوں پر ایمان رکھتا ہو یہ جرأت کرسکتا ہے کہ اللہ کی باتوں اور کلامِ الٰہی کو محرّف کر دے یا اس میں کمی و زیادتی کر دے؟ اور نتیجہ کے طور پر اللہ اس کے حصّہ کی ساری روحانی برکتیں اس سے سلب کرلے اور جن عمدہ باتوں کا وعدہ اس نے اپنے نیک بندوں سے کیا ہے اور اللہ کے وعدے جو نجات اور حیات ابدی کے لئے بشر سے کئے گئے ہیں ان سب سے محروم ہو جائے۔

ہاں! جو ایمان نہیں رکھتے اگر ان کی طرف دھیان دیا جائے تو لگتا ہے کہ ان کو بھی یہ کرنے کی مجال نہیں کہ الٰہی نوشتوں اور کتابوں میں کچھ اسطرح کی باتیں کرسکیں۔ ان کے لئے یہ اسلئے ناممکن ہے کیونکہ کتب مقدسہ اور صحائف کے ہزاروں نسخے ساری دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کی یہ کثرت ایسے غلط لوگوں کی کسی بھی حرکت یا تدبیر کا پردہ فاش کرنیکے لئے کافی ہے۔

اب دنیا کی بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ ان آخری دنوں میں چند ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو پاک و مقدس حواریان و رسولانِ مسیح پر تحریف کی اتہام تراشی کرنے کا گناہ کرتے ہیں اور یہ الزام و اتہام لگانے والے وہ لوگ ہیں جنھیں خدا نے ان

کتب کی حفاظت کا امین اور محافظ ٹھہرایا تھا۔ اس طرح کا کوئی طعن یا اعتراض ایسی مشکل اور ناگفتہ بہ حالت پیدا کر دیتا ہے کہ اس کی لپیٹ میں صرف کتب مقدسہ و صحائف ہی نہیں آتے بلکہ ان لوگوں کی دینی کتاب (قرآن) بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے بھی تو ان حواریوں اور اصحابِ مسیح کی، جو کہ پاکی اور امانت میں سرشار تھے، گواہی دی ہے اور انھیں انصار اللہ یا مددگاران خدا کا لقب دیا ہے۔ دیکھئے سورۂ آلِ عمران آیت ۵۲۔

چنانچہ صحائف مقدسہ بائبل کی صحت، اصلیت اور سلامتی کی راہ میں کہ وہ ہر طرح کی تحریف و فساد سے بچی رہی ہیں، بہت سی دلیلیں ہیں جو ہم پیش کرنے والے ہیں اور انھیں ہم نے دس فصلوں میں تقسیم کیا ہے یعنی

کتاب مقدس کی وحی انبیاء و رسل، تواتر و قدیم ترین نسخے، پرانے مخطوطات اور علم آثار قدیمہ ناگزیز۔۔۔۔۔ سوال اور مشہور علماء اسلام کی شہادتیں جو تحریف کے بارے میں پیش کی گئی ہیں۔

اوّل: کتاب مقدّس کی تشکیل

اپنی کتاب عزیز کے مجموعہ کی ساخت اور بناوٹ میں اللہ نے ہر طرح کی حکمت و فطانت کو مدّنظر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ صحائف الٰہیّہ کو دیکھتے ہی قاری پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عہدِ عتیق میں تین ادوار و زمانے پائے جاتے ہیں:

دَوراوّل: آدمؑ سے موسیٰؑ تک

کتاب مقدّس اللہ کی طرف سے وحی کی گئی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ اللہ نے آدمؑ کو ایک نصیحت ووصیّت دی تھی :

"اور خداوند خدا نے آدمؑ کو لیکر باغ عدنؔ میں رکھا کہ اسکی
باغبانی اور نگہبانی کرے۔ اور خداوند خدا نے آدمؑ کو حکم دیا اور
کہا کہ باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے
لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا (پھل) کبھی نہ کھانا
کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا۔ اور خداوند
خُدا نے کہا کہ آدم کا اکیلا رہنا اچھا نہیں میں اس کے لئے
ایک مددگار اس کی مانند بناؤں گا"

(پیدائش ۲ : ۱۵-۱۸)

اللہ آدمؑ سے کس طرح کلام کرتا تھا یہ بات آیات بالا سے نہیں معلوم دیتی۔ اسکے لئے انسان کو اپنے پرواز خیال پر بھروسہ کرنا پڑے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس کتاب کی فصل اوّل میں بیان کئے گئے واقعات میں کڑوروں سال کا درمیانی فرق ہے اسیطرح یہ بات بھی کہ بشر کے لئے اللہ کے اعلان واحکام کا آغاز کب ہوا تھا معلوم نہیں دیتی۔

کتاب مقدس کی بعض آیات سے کچھ نتائج نکلتے ہیں۔ مثلاً حنوکؔ جو کہ آدمؑ کی ساتویں پشت میں تھے، اور جن کا بیان پیدائش کی کتاب کے پانچویں باب میں آیا ہے ان کے بارے میں یہوداؔ کے خط میں یہ لکھّا ہے کہ وہ نبی تھے اور اللہ

کے ساتھ چلتے تھے۔ انھیں ماضی میں گزرے واقعات کی خبر تھی اور تسلسل کے لحاظ سے بھی وہ آدمؑ کے پُوتے تھے اور ان کو جانتے تھے۔ اسیطرح حنوک کے بیٹے متوسالح (متوسلح) تھے جو حضرت نوحؑ کے زمانہ تک زندہ تھے اور نوحؑ کے دادا تھے۔ نوحؑ بھی سچّائی اور راستبازی سے بھرپُور تھے اور انھوں نے بعدالطوفان تک کی خبریں اپنی اولاد تک پہنچائیں۔ سام ابن نوح بھی حضرت ابراہیم کے زمانہ تک زندہ رہے اور ان کے جدّاعلیٰ تھے۔ ابراہیم نویں پشت پر سام کے پرپُوتے تھے۔ حضرت سام طوفان کے بعد پانچسو سال تک زندہ رہے تھے۔ گلتیوں کے خط ۳ : ۶، ۷ میں لکھا ہے کہ :

"ابرہام خدا پر ایمان لایا اور ایہ اس کے لئے راستبازی
گنا گیا۔ پس جان لو کہ جو ایمان والے ہیں وہی ابرہامؔ کے
فرزند ہیں" نیز

پیدائش ۱۸ : ۱۹ سے واضح ہے کہ اپنی نسل واولاد تک حضرت ابراہیم نے سارے حوادث ماضیہ کی خبر دی تھی ان باتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابرآہیم اور موسیٰؑ کے درمیان ایک اتّصال متصّل ہے جس کی تحقیق کچھ مشکل نہیں۔

دوسرا دور: عصر مُوسیٰؑ ہے

خروج بنی اسرائیل کے بعد سے ہی آگے کو حوادث وواقعات کی تسجیل کا کام کتابِ مقدّس میں بڑی باریکی کے ساتھ ہوتا گیا ہے کیونکہ اللہ نے موسیٰؑ کو ایسا کرنے

کا حکم دیا تھا :

"تب خداوند نے موسیٰ سے کہا اس بات کی یادگاری کے لئے کتاب میں لکھ دے ...." (خروج ۱۷ : ۱۴)

ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ موسیٰ نے کتاب العہد لیا اور قوم کے سامنے اس کی قرأت فرمائی :

"پھر موسیٰ نے عہد نامہ لیا اور لوگوں کو پڑھکر سنایا ۔" (خروج ۲۴ : ۷)

"اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو یہ باتیں لکھ لے کیونکہ ان ہی باتوں کے مفہوم کے مطابق میں تجھ سے اور اسرائیل سے عہد باندھتا ہوں ۔" (۳۴ : ۲۷)

"اور ایسا ہوا کہ موسیٰ جب اس شریعت کی باتوں کو ایک کتاب میں لکھ چکا اور وہ ختم ہوگئیں تو موسیٰ نے لاویوں سے جو خدا کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرتے تھے کہا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پاس رکھدو تاکہ وہ تیرے برخلاف گواہ رہے ۔" (استثنار ۳۱ : ۲۴-۲۶)

تیسرا دور: یشوع سے لیکر ملاکی نبی تک

اللہ نے یشوع سے کہا :

"اور یشوع نے یہ باتیں شریعت کی کتاب میں لکھ دیں ...." (یشوع ۲۴ : ۲۶)

"پھر سموئیل نے لوگوں کو حکومت کا طرز بتایا اور اسے کتاب میں لکھ کر خداوند کے حضور میں رکھدیا ۔" (۱ سموئیل ۱۰ : ۲۵)

"اور سردار کاہن خلقیاہ نے سافن منشی سے کہا کہ مجھے خداوند کے گھر میں توریت کی کتاب ملی ہے اور خلقیاہ نے وہ کتاب سافن کو دی اور اس نے اسکو پڑھا۔ اور سافن منشی بادشاہ کے پاس آیا اور اسے خبر دی کہ ..... خلقیاہ کاہن نے ایک کتاب میرے حوالہ کی ہے اور سافن نے اُسے بادشاہ کے حضور پڑھا جب بادشاہ نے توریت کی کتاب کی باتیں سُنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے اور یہ حکم دیا کہ یہ کتاب جو ملی ہے اسکی باتوں کے بارے میں تم جاکر میری اور سب لوگوں اور سارے یہوداہ کیطرف سے خداوند سے دریافت کرو ......"

(۲ سلاطین ۲۲ : ۸-۱۳)

"تم خداوند کی کتاب میں ڈھونڈو اور پڑھو ۔" (یسعیاہ ۳۴ : ۱۶)

"کتاب کا ایک طومار (اے یرمیاہ) لے اور وہ سب کلام جو میں نے اسرائیل اور یہوداہ اور تمام اقوام کے خلاف تجھ سے کیا اس دن سے لیکر جب سے میں تجھ سے کلام کرنے لگا، یعنی

"(شاہ) یوسیاہ کے ایّام سے آج کے دن تک اس میں لکھ ۔"

(یرمیاہ ۳۶ : ۱، ۲)

"۔ اسکی (دارا بن اخسویرس) سلطنت کے پہلے سال میں دانی ایل نے کتابوں میں ان برسوں کا حساب سمجھا جن کی بابت خداوند کا کلام یرمیاہ نبی پر نازل ہوا کہ یروشلیم کی بربادی پر ۷۰ برس گذرینگے ۔" (دانی ایل ۹ : ۲)

"۔ اور جب ساتواں مہینہ آیا تو بنی اسرائیل اپنے اپنے شہر میں تھے اور سب لوگ ایک تن ہو کر پانی پھاٹک کے سامنے کے میدان میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے عزرا فقیہہ سے عرض کی کہ موسیٰ کی شریعت کی کتاب کو جس کا خداوند نے اسرائیل کو حکم دیا تھا لائے اور ساتویں مہینے کی پہلی تاریخ کو عزرا کاہن توریت کو جماعت کے یعنی مردوں اور عورتوں اور ان سب کے سامنے لے آیا جو سُنکر سمجھ سکتے تھے۔ اور وہ ان میں سے پانی پھاٹک کے سامنے کے میدان میں صبح سے دوپہر تک مردوں اور عورتوں اور سبھوں کے آگے جو سمجھ سکتے تھے پڑھتا رہا۔ اور سب لوگ شریعت کی کتاب پر کان لگائے رہے ۔"

(نحمیاہ ۸ : ۱-۳)

"۔ اور انہوں نے اپنے دلوں کو الماس کی مانند سخت کیا تاکہ شریعت اور اس کلام کو نہ سُنیں جو ربّ الافواج نے گذشتہ نبیوں پر اپنی رُوح کی معرفت نازل فرمایا تھا اسلئے ربُّ الافواج خُدا کی طرف سے قہر شدید نازل ہوا ۔" زکریاہ ۷ : ۱۲

"۔ تم نے تو کہا تھا۔ خدا کی عبادت کرنا عبث ہے۔ ربّ الافواج کے احکام پر عمل کرنا اور اسکے حضوُر ماتم کرنا لاحاصل ہے، اور ان کے لئے جو خداوند سے ڈرتے تھے اور اسکے نام کو یاد کرتے تھے اسکے نام کو یاد کرتے تھے اسکے حضوُر یادگار کا دفتر لکھا گیا ۔"

(ملاکی ۳ : ۱۶)

جو کچھ پیش کیا گیا اس سے تو یہ واضح ہے کہ خداوند خدا کتاب مقدّس کی تدوین میں ہر زمانہ میں جو کنارہا اور پاک بندگان ومردان خدا کو وحی بھی کرتا رہا۔ ان خدا کے نیک بندوں نے بشر کی بھلائی کے لئے ان ساری نبوّتوں کو احاطہ تحریر میں لے لیا اور زندہ خدا نے جس نے اپنی شریعتیں وحی فرمائی تھیں وہ ان کی حفاظت کرتا رہا تاکہ سب کچھ اسکے وعدوں اور مشیئت کے مُطابق رہے۔

دُوم : شہادۃ الوحی

۱۔ اللہ کی باتوں کو کبھی زوال نہیں

"۔ کتاب مقدس میں اللہ کے وعدہ اور اعلانات کی اتنی کثرت ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ وہ زائل یا تبدیل ہو سکیں۔

"۔ میں (خدا) اپنے عہد کو نہ توڑوں گا اور اپنے منہ کی بات کو نہ بدلوں گا ۔" (زبور ۸۹ : ۳۴)

"۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین نہ ٹل جائیں

ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پُورا نہ ہو جائے "۔ (متی ۵ : ۱۸)

"آسمان و زمین ٹل جائیں لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلیں گی"۔

(متی ۲۴ : ۳۵)

"اور کتابِ مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں"۔ (یوحنا ۱۰ : ۳۵)

۲۔ اللہ کی گواہی نبیوں کے بارے میں

"تو ان کے چہرے کو دیکھ کر نہ ڈر کیونکہ خداوند نے اپنا ہاتھ بڑھا کر میرے مُنہ کو چھُوا۔ اور خُداوند نے مجھے فرمایا دیکھ میں نے اپنا کلام تیرے مُنہ میں ڈال دیا"۔

(یرمیاہ ۱ : ۸، ۹)

"میں نے تو نبیوں سے کلام کیا اور رؤیا پر رویا دکھائی اور نبیوں کے وسیلہ سے تشبیہات استعمال کیں"۔

ہوسیع ۱۲ : ۱۰

"کیونکہ ان کے ساتھ میرا عہد یہ ہے۔ خداوند یہ فرماتا ہے کہ میری رُوح جو تجھ پر ہے اور میری باتیں جو میں نے تیرے منہ میں ڈالی ہیں تیرے مُنہ سے اور تیری نسل کے منہ سے اور تیری نسل کی نسل کے مُنہ سے اب سے لیکر ابد تک جاتی نہ رہیں گی خُداوند کا یہی ارشاد ہے"۔ (یسعیاہ ۵۹ : ۲۱)

"اور اس نے مجھے یوُں کہا تو رُوح مجھ میں داخل ہوئی .... مَیں تجھے بنی اسرائیل یعنی اس باغی قوم کے پاس جس نے مجھ سے بغاوت کی ہے بھیجتا ہوں .... پس خواہ وہ سُنیں خواہ نہ سُنیں تو بھی اتنا تو ہوگا کہ وہ جانیں گے کہ اُن میں ایک نبی برپا ہوا .... تو ان سے ہراساں نہ ہو.... تو میری باتیں ان سے کہنا۔ خواہ وہ سُنیں، خواہ نہ سُنیں ... اپنا منہ کھول اور جو کچھ میں تجھے دیتا ہوں کھا لے اور مَیں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھایا ہوا ہے اور اس میں کتاب کا طومار ہے"۔

(حزقی ایل ۲ : ۲-۹)

"سچائی کی شریعت اسکے مُنہ میں تھی اور اسکے لبوں پر ناراستی نہ پائی گئی"۔ (ملاکی ۲ : ۶)

"لیکن میرا کلام اور میرے آئین جو میں نے اپنے خدمتگزار نبیوں کو فرمائے تھے کیا وہ تمہارے باپ دادا پر پُورے نہیں ہوئے؟"۔ (زکریاہ ۱ : ۶)

سوم : انبیاء و رسل کی گواہی

"اللہ کے انبیاء اور رسل نے شہادت دی کہ اللہ نے ان سے،

کلام کیا ہے اور ان کی طرف وحی کی ہے کہ اپنی نبوتوں اور تعلیموں کو لکھ لیں تاکہ انسان کے لئے ایک دائمی اور مستقل شریعت کی طرح ہو جائے۔ اس سلسلے کے کچھ اقتباسات ہم پیش کر رہے ہیں :

"خداوند کی رُوح نے میری معرفت کلام کیا اور اس کا سخن میری زبان پر تھا" یہ داؤد نے فرمایا تھا۔

(۲ سموئیل ۲۳ : ۲)

یسعیاہ نبی نے فرمایا : "اس وقت خُداوند کی آواز سُنی جس نے فرمایا میں کس کو بھیجوں اور ہماری طرف سے کون جائے گا؟ تب میں نے کہا میں حاضر ہوں مجھے بھیج دو۔"

(یسعیاہ ۶ : ۸)

"ایک آواز آئی کہ منادی کر۔ اور میں نے کہا میں کیا منادی کروں؟"

"ہاں گھاس مُرجھاتی ہے۔ پھُول کمہلاتا ہے۔ پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے۔" (یسعیاہ ۴۰ : ۶-۸)

یرمیاہ نے کہا :

"پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا..... میں اپنے کلام کو پُورا کرنے کے لئے بیدار رہتا ہوں۔ دوسری بار خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہُوا....."

(یرمیاہ ۱ : ۱۱-۱۳)

حزقی ایل نے کہا :

"خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد نبوت کر" (۳۰ : ۱-۲)

"کیونکہ بولنے والے تم نہیں بلکہ تمہارے باپ کا رُوح ہے جو تم میں بولتا ہے" (متی ۱۰ : ۲۰)

"رسُول ہونیکی علامتیں کمال صبر کے ساتھ نشانوں اور عجیب کاموں اور معجزوں کے وسیلہ سے تمہارے درمیان ظاہر ہوئیں"

(۲ کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲)

"تم فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو زندہ اور قائم ہے۔ نئے سرے سے پیدا ہوئے۔ چنانچہ ہر بشر گھاس کی مانند ہے اور اسکی ساری شان و شوکت گھاس کے پھُول کی مانند گھاس تو سوکھ جاتی ہے اور پھُول گِر جاتا ہے لیکن خداوند کا کلام ابد تک قائم رہیگا" (۱ پطرس ۱ : ۲۳-۲۵)

"پہلے یہ جان لو کہ کتاب مُقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (۲ پطرس ۱ : ۲۰-۲۱)

چہارم : اتصال و تواتر

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ دین کے علما اور آئمہ نے جو کہ رسُولوں کے

ہم عصر تھے۔ کلیسا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جن اخلاف کے سپرد تھی انہوں نے اپنے وعظ و مواعیظ مؤلفات و تصنیفات میں کتب مقدسہ سے لئے گئے اقتباسات بھی درج کئے، ہیں خاص کر انجیل شریف کے حوالے، کیونکہ ان کا ایمان یہ تھا کہ وہ سب اللہ کی طرف سے وحی کردہ ایسی الہٰی کتب ہیں جن میں نہ سامنے سے، نہ پیچھے سے نہ کسی اور طرف سے باطل کا عمل دخل ہو سکتا ہے۔

اکلمندوس رومتہ الکبریٰ کا اسقف تھا اور مقدس پولس رسول کے ساتھ اس کا ہم خدمت تھا۔ (فلپیوں ۴: ۳) میں اس کا نام کلیمنس بھی بتایا گیا ہے)

ایک دوسرے بزرگ تھے دیونیسوس جن کی وفات ۱۰۰ء میں ہوئی اور یہ کرنتھس کے اسقف تھے۔ ہرماس بھی پولس کے معاصر تھے۔ ان کی کتاب تین جلدوں میں ملتی ہے۔ اس کتاب میں نئے عہد نامہ کے بہت سے اقتباس ملتے ہیں۔ پھر اغناطیوس ہیں جن کا تقرر اسقف کے طور پر جناب مسیح کے رفع و صعود آسمانی کے ۳۷ سال بعد ہوا تھا۔ شہید پولیکارپ یوحنا حواری کے شاگرد تھے اور ازمیر کے بشپ تھے، ان کی شہادت ۱۶۶ء میں واقع ہوئی تھی، ان کی بہت سی تصانیف میں سے صرف ایک تصنیف ابتک موجود ہے جو انجیل کے چاروں راویوں کے اقتباس سے پُر ہے۔

اسیطرح دوسری صدی عیسوی کے مسیحی آئمہ کرام ہیں جنھوں نے اپنی تعلیم کی بنیاد کے لئے انہیں نوشتوں سے اقتباسات لئے ہیں جن میں سے ایک بزرگ کا نام پاپیاس ہے جو ہیراپولس شہر کے ۱۱۰ء میں بشپ تھے۔ جنھوں نے پولیکارپوس کی زیر نگرانی اور معاونت سے کتاب مقدس کی تفسیر چھ جلدوں میں لکھی ہے۔ یہی عالم بتاتا ہے کہ

انجیل شریف ساری کلیساؤں میں زبان یونانی میں خوب رائج تھیں۔ انھوں نے یہ بھی

بتایا کہ مرقس، پطرس حواری کے ساتھ ہم خدمت اور ہم سفر تھے۔ اور ان کی روایت کردہ انجیل مسیحیوں میں متداول و رائج تھی۔

یوستین شہید جو کہ ایک بُت پرست فلسفی تھے اور حق کی جستجو نے انھیں مسیحیت کی طرف ـــــ رہنمائی کی تھی ۸۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اس عظیم مفکّر نے مسیحیت کیطرف سے دفاع و جواب کی خدمت بھی کی تھی اور کئی کتابیں لکھی ہیں اپنے دفاعی مضامین میں انہوں نے **انجیل** پر بہت اعتماد کیا ہے۔ اور اسی کی روایتوں کو بنیاد بنایا ہے۔

ایک کتاب میں یوستین لکھتے ہیں :

> کہ جب انھوں نے روم، افسس اور سکندریہ کی کلیساؤں کی زیارت کی تو وہاں مسیحیوں کو اپنی عبادت گاہوں میں انجیل کی تلاوت کرتے اور اسکے مطابق عبادت کرتے ہوئے پایا۔ یوستین کے تیس ۳۰ سال بعد ہیگیوس ہوئے یہ بھی شہید کئے گئے۔
>
> انھوں نے فلسطین سے لیکر روم تک کا سفر کیا تھا اور سارے اسقفوں سے ملاقات کی تھی۔ ان ہی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے ہر جگہ مسیحی دیکھے۔ سب کی ایک جیسی تعلیم تھی جو ناموس (توریت) انبیاء اور یسوع مسیح کی تعلیموں کے موافق تھی۔
>
> آئرینیوس ۱۴۰ء میں ایشیائے کوچک میں پیدا ہوئے تھے اور یونانی تھے یوحنا رسول و حواری کے شاگرد پولیکارپوس سے انھیں تلمذ حاصل تھا۔

آپ کی خدمت کا علاقہ لیون تھا۔ ۱۷۷ء میں جب بزرگ پوتینوس کی شہادت ہوگئی تو انہیں ہی بشپ مقرر کیا گیا۔ آپ کی نوشتہ کتاب میں بھی انجیل کی

آیات بھری پڑی ہیں۔

آئرینیوس لکھتے ہیں کہ ہم نے اپنی نجات یوُں ہی نہیں قبول کی بلکہ یہ ہمیں ان لوگوں سے ملی ہے جنھوں نے ہمیں انجیل و خوشخبری عطا کی ہے اور جس پر خود ان کا تکیہ تھا۔ پھر اللہ کی مرضی و ارادہ سے اُنھوں نے اسے مدّون کر دیا تاکہ ہمارے ایمان کے لئے ستون اور بنیاد کا کام دے۔

مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد اللہ نے رسُولوں اور حواریوں کو رُوح القُدس کا عطیہ دیا جس کے ذریعہ ہر چیز کی انھیں پہچان اور حقیقی معرفت حاصل ہوئی۔ تب وہ دنیا کے کوُنے کوُنے کی طرف رَوانہ ہوگئے اور لوگوں کو انجیل و خوشخبری اور آسمانی سلامتی اور برکتوں میں شریک کرتے رہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس اللہ کی انجیل تھی۔

متی حواری نے اپنی انجیل یہوُدیوں کے لئے لکھی۔ اس وقت پطرس اور پوُلس رُوم میں تھے اور امن و سلامتی کی خوشخبری سُنا کر وہاں کلیساؤں کی بنیاد ڈال رہے تھے ان کی رحلت و وفات کے بعد پطرس کے شاگرد و رفیق سفر مرقس نے انجیل کو مدون کیا اور جس کی روایت و تعلیم اس نے پطرس سے پائی تھی وہ پیش کر دی۔

لوُقا، یوُنانی طبیب نے بھی انجیل کی تدوین کی، چونکہ یہ پولس رسُول کے ساتھی ہم سفر تھے اسلئے اس کی تدوین میں ان روایتوں اور تعلیم کو اُنھوں نے بُنیاد بنایا جو پولس کی بشارت کی اساس تھی۔

اسکے بعد مقدس رسول و حواری حضرت یوُحنّا نے جو کہ خود خداوند مسیح کے ساتھی تھے

ساتھی تھے شہر افسس میں انجیل کی ان روایتوں کی تدوین کی اور ان باتوں کو بیان کیا جو انہیں معلوم تھیں اور جن پر آپ کی بشارت و خوشخبری کی بنیاد تھی۔

اس عالم اجل نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسُولوں اور حواریوں کی تعلیمات چپّہ چپّہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جو بھی آج سچّائی کا جویا ہے اسے یہی ملتا ہے کہ دنیا کی تمام کلیسا اس دَور میں رسُولوں کی تعلیمات کی محافظ تھیں اور انھیں مقدّس جانتی تھیں

اُنھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم تو اس کی بھی اہلیت رکھتے ہیں کہ ان سارے بشپوں کا تذکرہ کر دیں جن کو رسُولوں نے مقرّر فرمایا تھا اور ان کا بھی جو ان کے بعد ہمارے اس زمانہ تک مقرّر ہوتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ اسی اسنادِ متصل پر ہم نے کلیسا کی موجود و رائج روایتوں اور سچّی تعلیمات کو لیا ہے اور صرف انہیں پر بھروسہ کیا ہے جو خود رسولوں کی معتمد علیہ تھیں۔

سکندریہ کے بشپ کلیمنٹ، بزرگ آئرینوس کے صرف سولہ سال بعد بشپ بنے ان کی بھی یہ شہادت ہے کہ کلیسائے انجیل کی چاروں روایتوں پر اعتقاد رکھتی اور ان پر عامل تھیں۔ کلیمنٹ نہ صرف زبردست عالم تھے بلکہ ناقد بھی تھے انھوں نے بھی اپنی تالیفات و تصنیفات میں انجیلی شہادت، سند اور حوالے کثرت سے استعمال کئے ہیں۔ اُنھوں نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ ہم سب کے نزدیک انجیل کی روایات اربعہ مسلم و مروّج ہیں۔

ترتولین ۱۶۰- ۲۲۰ء نے حواریوں کے بارے میں لکھا ہے اور رسولوں کے حالات لکھے ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ متیّ اور یوحنا تو ہمیں ایمان سکھا گئے۔ اور ان کے رفقا، مرقس و لوقا ہم میں جوش و خروش بھر گئے۔ ترتولین نے ان

ساری کلیساؤں اور جماعتوں کا ذکر کیا ہے جسے پولس نے شہر کرنتھس، گلتیہ، افسس فلپی اور تھسلونیکے وغیرہ میں قائم کی تھیں اور ان کا بھی جنھیں یوحنا نے قائم کیا تھا، اور ان کا بھی جن کی تاسیس رُوم میں پطرس اور پولس کی کوششوں سے ہوئی تھی۔ کلیساؤں کے تذکرہ اور حالات کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ

> انجیل کی روایات اربعہ ابتدا سے کلیساؤں کے ہاتھ میں ہے اور ہم مسیحی لوگ سب کے سب اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ الہٰی نوشتوں کا مطالعہ کریں اور ان سے اپنے ایمان کو غذا پہنچاتے رہیں ان کے کلمات مقدسہ سے ہم اپنی آرزوؤں کو بلند کرتے اور اپنی ودیعتوں کی تائید کرتے ہیں۔

جو کچھ پیش ہوا اس سے یہ نتیجے نکلتے ہیں۔

۱- مسیحی دین کے آئمہ کرام خواہ وہ معاصرین رسل ہوں جو ان کے بعد مسلسل آتے رہے۔ یہ سب ان علماء میں تھے جو علماء کہے جاتے ہیں۔ ان سبھی نے کتاب مقدس کے صحائف سے اقتباسات لئے ہیں اور اپنے کام وکلام کے دوران ان سے سند وشہادت پکڑی ہے۔

۲- کتب مقدسہ پر ان کا اعتماد ویقین اس بات کی ترجمانی کرتا ہے کہ وہ سارے مسئلوں میں قول فیصل اور حکم کا درجہ رکھتی تھیں۔

۳- وہ اپنی دینی ومذہبی مجالس واجتماعات وعبادات میں ان

صحائف کتب مقدسہ کی تلاوت، قرأت اور تشریح وتفسیر کیا کرتے تھے

۴- رُوح القدس کی تحریک وتاثیر سے انھوں نے ضخیم تفسیریں بھی لکھیں اور ان ساری باتوں پر اتفاق کیا ہے جو مبشّروں اور خوشخبری دینے والوں کی معتمد علیہ باتیں تھیں۔

۵- آغاز مسیحیت سے ہی سارے کے سارے مسیحی اپنے گروہ اور مذہب کے اختلاف کے باوجود کتب مقدسہ پر ہی یقین وایمان رکھتے تھے۔

پنجم : قدیم نسخے

مسیحیوں نے جن ذخیروں کی .... حفاظت کی ہے ان میں ایسے ذخائر بھی ہیں جن میں کتاب مُقدّس کے صحائف کے مخطوطات بھی ہیں جن کی قدامت، تاریخ اسلام سے بھی کئی صدیوں پہلے کی ہیں مثلاً:

کتاب مقدس کا اسکندریہ والا نسخہ تین قدیم ترین نسخوں میں سے سب سے اہم ہے۔ قسطنطنیہ کے بطریق کیرلس لوکارس نے ۱۶۲۸ء میں اس نسخہ کو شاہ انگلستان چارلس اوّل کو ہدیۃً دیا تھا۔ یہ یونانی زبان میں ہے اور کتب مقدسہ کے سارے صحائف پر مشتمل ہے۔ یہ قلمی نسخہ ایک مصری خاتون تقلا کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے ۳۲۵ء کے آس پاس۔ کیرلس پیٹر یارک نے خود اپنے ہاتھوں سے اس پر یہ تعلیق کی ہے کہ وہ اس کتاب کی نقل کی تاریخ بالا سے متفق ہے۔ حرف ثلث میں یہ نسخہ لکھا ہوا ہے اور ہر ورق یعنی ورق کا ہر صفحہ دو کالمی ہے اور ہر کالم کے پچاس سطور ہیں یہ نسخہ قلمی ابھی تک محفوظ ہے۔ جس کا دل چاہے اب بھی برٹش میوزیم میں جا کر دیکھ سکتا ہے۔

۲۸۵
یعنی طلوعِ اسلام سے قریبًا دوسو پچاسی سال پہلے اس نسخہ کا وجود تھا جوکہ اس سے پہلے کے کسی قلمی نسخہ کی نقل ہے۔

دوسرا قلمی وتیکانی کہلاتا ہے کیونکہ یہ رُوم کے قریبی شہر وتیکان کی لائبریری میں موجود ہے۔ یہ نسخہ بھی عمدہ رق (جھلّی) پر لکھا ہوا ہے اور ثلثی صغیر حروف میں ہے۔ ہر صفحہ پر تین کالم ہیں اور ہر جدول یعنی کالم میں ۴۲ سطور ہیں۔ کتاب مقدس کے سارے صحیفے یونانی میں ہیں۔ علمار کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ قلمی نسخہ قریبًا تیسری صدی مسیحی کے آس پاس کا ہے۔

تیسرا اہم قلمی نسخہ یا مخطوطہ سینائی کہلاتا ہے کیونکہ جبل سینا سے ایک جرمن عالم تشندروف کو ملا تھا۔ یہ وتیکانی نسخہ سے قدیم ہے اور حروف ثلثی کبیر میں رق یا جھلّی پر چار کالم یا جدول میں لکھا ہے اور ہر جگہ کہنگی ٹپکتی ہے۔ چونکہ تشندرف نے یہ نسخہ بطور ہدیہ زار روس الیکزنڈر کو دیا تھا اسلئے یہ اس وقت تک رُوس میں تھا۔ جبتک کہ وہاں بالشوک غدر نہ ہوا تھا۔ بعدہٗ برٹش میوزیم نے اسے خرید لیا۔ اور ابھی تک یہ لندن میں ہے۔

افرائیمی نسخہ پیرس کی نیشنل لائبریری میں ہے۔ اس میں بھی سارے صحائف ہیں۔ اس کی زبان بھی یونانی ہے۔ کھال پر حسین حروف میں لکھا ہوا ہے جن میں نہ حرکات کا لحاظ ہے نہ فواصل کا۔ ہر صفحہ کا حرف اوّل بہت جلی ہے۔ علمار کی رائے ہے کہ اس کی کتابت چار سو پچاس عیسوی کے لگ بھگ کی ہے۔

یہ تمام قلمی نسخے اور مخطوطات ایسی دستاویزیں ہیں۔ جو ہر طرح کے ادعار

تحریف کو باطل ٹھہراتی ہیں کیونکہ سب کے سب اسلام اور قرآن سے صدیوں پہلے کے ہیں۔ اور جو بائبل ہمارے درمیان رائج ہے اپنی عبارتوں میں ان نسخوں سے کہیں بھی مختلف نہیں ہے۔

کتب مقدسہ پر ان نسخوں کے علاوہ قرآن نے بھی شہادتِ صحت دی ہے ساتویں صدی عیسوی میں۔

ششم

کتابِ مُقدّس کی صحت پر قدیم مخطوطات کی شہادت

۱۔ قمرآن کے مخطوطات ——— یردن کے قریب قمرآن کے غار ہیں جن میں سے ایک مکمّل مخطوطہ عبرانی زبان میں یسعیاہ نبی کے صحیفہ کا ملا ہے۔ کتابت اور لغوی مفردات کی تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مخطوطہ دوسری صدی قبل مسیح کا ہے ہمارے درمیان جو صحیفہ اب تک رائج رہا ہے۔ اس میں اور اس مخطوطہ میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔

کتاب مقدّس کے کئی اور صحائف بھی دستیاب ہوئے ہیں مثلًا، احبار، ایوب، زبور، حبقوق۔ ان مخطوطات کے متون ونصوص ہمارے درمیان مروّج صحائف کے مطابق ہیں۔ ایک فہرست بھی کتب مقدسہ کی ملی ہے جس میں وہ تمام صحائف ہیں جو آج کی ہماری

مروجہ بائبل میں ملتے ہیں۔ صرف ایک صحیفہ کا نام نہیں ملتا اور وہ ہے کتاب آستر۔

۲۔ ۱۸۷۷ء میں قاہرہ کے قریب ریت میں دبے ہوئے جو مخطوطات ملے ہیں انہیں ارسینوی کہتے ہیں۔ ان میں ورق بردی پر لکھے ہوئے بہت سے کاروباری دستاویز ہیں لیکن اسی انبار میں یوحنا کی لکھی ہوئی انجیل بھی ہے جس کی کتابت ۱۲۵ء کے آس پاس کی ہے۔ یہ بھی ہماری مروج انجیل سے موافقت رکھتی ہے اور کہیں بھی مختلف نہیں۔

۳۔ سینائی مخطوطات کے انبار کے بیچ ایک قلمی نسخہ سریانی زبان میں چاروں انجیل کا ملا ہے جسکی تاریخ کتابت پانچویں صدی عیسوی کی ہے یعنی دوسو سال قبل زمانہ اسلام کی۔ یہ مجموعہ ایک ایسے ترجمہ کی قلمی نقل ہے جسکو دوسری صدی کے مسیحیوں نے کیا تھا۔ یاد رہے کہ دنیا میں رائج انجیل سے یہ بھی موافق ہے۔

آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران دستیاب یہ سارے قلمی نسخے ببانگ دہل پکار پکار کر اس بات کی تائید کر رہے ہیں کہ کتاب مقدس کے تمام صحائف اور ان کے مضامین محفوظ ہیں اور مروجہ بائبل ان کے عین مطابق ہے۔ چونکہ یہ کھدائی جاری ہے اسلئے اور بھی انکشافات کی توقع ہے۔

اب کسی ناقد و نکتہ چیں کے لئے ان کی صحت پر کوئی شک پیش کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔ کیونکہ کتاب مقدس بائبل کے متون ونصوص میں اور جدید انکشافات کے دوران ملے مواد میں کس درجہ توافق عظیم ہے

اس لئے ان کی صحت پر کوئی اعتراض اُٹھانا کسی حد تک بچکانہ حرکت ہوگی!

ڈاکٹر برآیٹ ماہر آثار قدیمہ کا قول ہے قمرآن میں ملے مخطوطوں کے بل پر کہ اب کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ "نیا عہد نامہ" بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ مسیح اور اور ان کے حواریوں رسولوں شاگردوں اور ان مسیحیوں کی تعلیم تھی جو کہ سابقون اولون کا درجہ رکھتے تھے اور جن کی تاریخ نقل وتدوین ۲۵ء تا ۸۰ء سے زائد نہیں ہیں۔

ھفتم

علم آثار قدیمہ کی صحت بائبل پر گواہی

اس بات کا جاننا نہایت ضروری ہے کہ مسیحی تعلیمات اور صحائف شروع ہی سے کفار اور ملحدوں کے حملوں کا شکار بنی رہی ہیں۔ کیونکہ ان مقدس صحائف کی تعلیم کافروں اور ملحدوں کے بنیادی افکار وخیالات کے خلاف بولتی رہتی تھیں اور ان کی بیخ کنی کرتی رہتی تھیں۔ ان سے ٹکر رہتی اور ان کی برائیوں اور گناہوں کو برابر آشکارا کرتی رہتی تھیں۔

اس طرح کے آج بھی لوگ ہیں جو ایسی باتوں کی کھوج میں لگے رہتے ہیں جو کتب مقدسہ بائبل کی تعلیم کے معارض اور خلاف ہوں یہ کوشش آثار قدیمہ کے ماہروں نے بھی کی ہے۔ لیکن اس وقت تو ان کی امیدوں پر اوس ہی پڑ گئی جب انہوں نے یہ دیکھا کہ آثار قدیمہ کے انکشافات بائبل کے عین مطابق ثابت ہوئے ہیں اور پھر انہوں نے یہ اعتراف

کیا ہے کہ ہم اپنی کوشش میں ناکام رہے۔ سارے انکشافات کتب مقدّسہ میں وارد باتوں کے مؤید اور مصدق ثابت ہورہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ملاحدہ اور دہریہ صاحب ایمان بن چکے ہیں۔

پہلے تو ماہرین انکشافات یہ دعویٰ کرتے تھے کہ موسیٰ اور اور بعد کے نبیوں نے اپنی کتابیں اپنے ہاتھوں سے نہیں لکھیں کیونکہ اس وقت تک فن تحریر نہیں ایجاد ہوا تھا۔ یعنی ۵۴۰ سنہ ق م نیز یہ کہ توریت کے مصنّفوں نے حوادث وقائع اور شرقی تمدّن وتہذیب بیان کرنے میں بڑا مبالغہ برتا ہے اسلئے پُرانے مؤرخوں کے اور ان کے بیانات میں مغائرت ملتی ہے لیکن جدید تحقیقات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ کتابوں کے بیانات ہی صحیح بیانات ہیں اور ان تمام باتوں میں جو مصر، بابل اور اسور کے تمدّن وحضارت کے بارے میں کتاب مقدس میں آئے ہیں صحیح ہیں

مثلاً سنحریب، تغلت پلاسر اور بخت نصر وغیرہ کی باتیں یہ سب جدید انکشافات کے ہی مطابق ہیں۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کھوج میں وہ الواح اور تحریریں بھی ملی ہیں جسے موسیٰ، یشوع، سموئیل اور عزرا وغیرہ لکھا کرتے تھے۔

چنانچہ یہ ثابت ہے کہ ابراہیم، موسیٰ، ایوب اور نحمیاہ کے زمانہ میں لکھنے کا رواج تھا۔ مسیح کا وہ قول کہ " پتھر چلّا اٹھیں گے اب ہمارے زمانہ میں پُورا ہوا ہے کیونکہ حجری الواح اور سِلیں اپنی تحریروں اور نقوش کے ذریعہ پُکار پُکار کر کہہ رہی ہیں کہ وہ خاص خاص حوادث و واقعات جو کتاب مقدس کے صحائف میں مرقوم

ہیں صحیح ہیں۔

۱۔ مثلاً تخلیق عالم کا قصّہ لیجئے۔ بائبل میں جو ہے وہی بابلی اور اسوری نقوش میں بھی ملتا ہے سوا اسکے کہ بعض الفاظ کا فرق ہے۔ مثلاً بابلی نقوش کہتے ہیں کہ خدا نے سدوم وکواکب بنائے جبکہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ خدا نے دُو بڑے نیّر بنائے (پیدایش ۱: ۱۶)

یا

مثلاً بابلی لوحیں بتاتی ہیں کہ دیوتاؤں نے چرندے اور رینگنے والے جانور بنائے جبکہ کتاب مُقدّس (۱: ۲۴) میں ہے کہ خُدا نے ان جانوروں کی تخلیق کی۔ بابلی بیان یہ ہے کہ خدائے مردوخ نے انسان کو گوشت وہڈی سے خلق کیا جبکہ کتاب مقدس میں ہے کہ اللہ نے انسان کو زمین کی مٹّی سے پیدا کیا۔ (۲: ۷)

۲۔ دیوتاؤں کا تصوّر

ملحد کہتے ہیں کہ کئی خُداؤں کی پرستش شروع ہی سے چلی آرہی ہے۔ لیکن کتابِ مُقدّس نے بتایا ہے کہ" بشر نے زندہ خدا سے ارتداد کیا اور دیوتاؤں کی عبادت اختیار کی پھر انبیاء کرام نے انھیں خُدائے واحد کی طرف پھیرنے کی کوشش کی۔ یہ خیال کہ بُت پرستی قدیم سے ہے اس وقت تک پھیلا رہا جبتک کہ ڈاکٹرس ہربرٹ نے یہ نہیں ثابت کردیا کہ سامی اور سومیری اقوام میں وحدانیت الہٰی کا تصوّر تعدد الٰہ (بہت سے خدا) کے عقیدہ پر سبقت رکھتا ہے۔

جدید انکشافات نے یہ بھی بتایا کہ کئی قومیں تھیں جو موسیٰ کے عقیدہ توحید کو جو عبرانیوں کے ارض کنعان میں داخل ہونے سے پہلے تھی، مانتی تھیں۔

٣۔ طوفانِ نوح

آثارِ قدیمہ کی حجری تختیاں اور کتاب مقدس دونوں ہم آواز ہیں کہ الٰہی نظام کے تحت ایک طوفان آیا تھا۔ کہانی کے ہیرو نے آنیوالی مصیبتوں سے قوم کو آگاہ کیا اور کافی تنبیہ دینے کے بعد اس نے ایک کشتی اپنے اور اپنے خاندان کیلئے بنائی تھی۔ اس میں نر و مادہ سارے جانور بھی نوع کی حفاظت کیلئے رکھے۔ جب طوفان ختم ہوا تو یہ کشتی ایک پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہری ہوئی تھی اس شخص نے باہر کے حالات معلوم کرنیکے لئے پرند اُڑائے۔ طوفان ختم ہونیکے بعد اس نے خدا کیلئے قربانی کی اور خدا نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔

٤۔ کلدانیہ کا شہر اُور

عراق کی کھدائی سے پہلے کتاب مقدس کے علماء کو وہاں کی تہذیب و تمدن کی وسعت کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں کی زمین جو اسوقت دشتِ صحرا کی شکل میں پڑی ہے، کبھی فردوس تھی اور اس کا دارالسلطنت اعلیٰ درجہ کے تمدن کا گہوارہ تھا۔ ماضی بعید میں سومیری قوم نے وہاں آباد ہو کر اس عظیم تمدن کی بنیاد ڈالی تھی یہ لوگ بہت سے خداؤں کو مانتے تھے حتیٰ کہ ہر خاندان کا ایک خاص صنم اور بُت تھا۔ اپنے شوہر یعقوبؑ کے ہمراہ ـــــ ان کی بیوی راخیل اپنے باپ لابان کے بُت چرا کر فرار ہوئی تھی (پیدائش ٣١: ٢٧-٣٢) یہ بات اُوپر کے بیان سے خوب واضح ہو جاتی ہے۔ کھدائی نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ابراہیم جو کہ ایک ایسی قوم کے فرد تھے جسکا تمدن

اعلیٰ تھا اور جو حاران میں آباد تھی، وہ وہاں اکیلے بدوی قبیلہ کے شیخ نہیں تھے جو خیموں میں رہتے تھے۔ یہ بھی کتاب مقدس (پیدائش ١١: ٢٨-٢١) کے بیان کے عین مطابق ہے۔ ابو المومنین حضرت ابراہیم کی ہجرت اور طویل سفر پر اگر غور کریں تو معلوم دیتا ہے کہ دوتان، بیت ایل اور سکم سے گذرے تھے اور ان کا ذکر کتاب مقدس میں آیا ہے یہ علاقے بحر مردار کے جنوب میں ہیں، فلسطین کے کھنڈرات گواہ ہیں کہ کتاب مقدس میں جو آیا ہے وہ سچ ہے' ابراہیم نے اپنی زندگی کا ایک حصّہ وہاں گذرا تھا اور یہ علاقے اس وقت خوب آباد تھے۔

٥۔ قصہ یوسف

ایک حجری لوح برآمد ہوئی ہے۔ یوسف کی ہم عصر مشہور مصری قبر سے جو یوسف کی زندگی پر روشنی ڈالتی ہے۔

یعنی یہ کہ وہ اپنے بھائیوں کی چال کا شکار ہوئے، مصری کاروان کے ہاتھ بیچے گئے۔ لیکن چونکہ معصوم تھے خدا کی نظر میں نیک رہے اور وہ ساری باتیں جو بظاہر نقصان کی تھیں اللہ نے اُنہیں باعثِ برکت اور مفید بنا دیا۔ فرعون مصر کی نگاہ میں مقبول ہوئے اور مصری خزانہ کے حاکم بنا دیئے گئے۔ ایک جان لیوا قحط پڑ گیا تھا اور حکومت نے غلّہ کی تقسیم کا سارا کام اپنے ذمّہ لے لیا تھا۔ یہ غلّہ پہلے ہی خزانہ میں کئی سال سے جمع کیا جا رہا تھا۔ اس غلّہ کے بدلے حکومت نے بہت سی نجی املاک پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ سارا بیان (٤٧: ١٨-٢٢) بائبل سے کتنا میل کھاتا ہے!

۶۔ عبرانیوں کی مصر میں اسیری

مصر میں ایک مجسمہ ملا ہے جس کی تاریخ تھوتمس ثالث تک پہنچتی ہے اس نقاشی میں یہ دکھایا گیا ہے کہ فرعون کے لئے عبرانی لوگ مندر بنا رہے تھے مصر میں کئی ایسے کھنڈر ملے ہیں جن کی دیواریں آٹھ فٹ کی موٹی ہیں ان میں بھوسے اور گارے کی اینٹوں کا استعمال کیا گیا ہے جنھیں دھوپ میں تپایا گیا تھا جو بائبل کی کتاب خروج ۵: ۷ کی تصدیق کرتے ہیں۔

۷۔ مصر سے عبرانیوں کا خروج

مقام تل العمرنہ میں ۱۸۸۸ء میں ایک سل ملی ہے جس کی نقش کاری میں خط مسماری کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ فلسطین کے حکام نے یہ لوح مصر کے فرعون کی خدمت میں یہ درخواست کر کے بھیجی تھی کہ عبرانیوں کے حملوں سے بچنے میں ہماری مدد کی جائے۔

۸۔ ناموس الٰہی اور موسیٰ

بہت سے علماء پہلے یہ مانتے تھے کہ شریعت کے احکام موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کو ملے تھے لیکن ۱۸۸۴ء میں جب مورگن صاحب کی قیادت میں چند کھنڈروں کی کھدائی کی گئی تو وہ دریافتیں کتاب مقدس کی اس بات کی تائید کرتی نظر آئیں کہ شریعت (توریت) موسیٰ کی معرفت دی گئی تھی۔

قصر سوسن میں اس جماعت کو مخطوطات کا ایک خزانہ دفن ملا۔ اسی قصر کا ذکر آستر کے صحیفہ میں ہے۔ یہ مخطوطات بھی پر زور تائید کرتے ہیں کہ شریعت و توراۃ موسیٰ ہی لائے۔

۹۔ کتاب مقدس کے قصص

کئی قدیم قوموں کا ذکر بائبل کے صحیفوں میں مذکور ہے راس الشمرہ میں جو کہ لاذقیہ (شام) سے دس میل شمال میں ہے شہر اغاریت کے باقیات و آثار ملے ہیں۔ یہ شہر مسیح سے دو ہزار برس پیشتر بسایا گیا تھا۔ اس شہر میں اکتشافات کے دوران سینکڑوں حجری الواح دستیاب ہیں جو ان تمام قوموں پر روشنی ڈالتی ہیں جن کا ذکر کتاب مقدس میں آیا ہے۔ جیسے حیتوں، حویوں، فرزیوں وغیرہ کا۔

۱۰۔ مصری الواح

مصری لوحوں سے بھی حیتوں کا وجود ثابت ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے کہ مورخین حیتوں کے وجود پر شک کرتے تھے۔ انھیں سے حضرت ابراہیم نے مکفلہ کا مغارہ خریدا تھا اور وہیں حضرت سارہ کا مقبرہ بنایا تھا۔ (پیدائش ۲۳: ۲۱)

جب حجری لوحیں ملیں تو ان میں سے ایک پر اس معرکہ کا ذکر بھی کھدا ہوا ملا جو رعمسیس ثانی کے اور ان کے درمیان ۱۲۸۷ ق م واقع ہو چکا تھا۔

(هشتم)

اسلام کی شہادت و تصدیق

قبل اسکے کہ ہم کتاب مُقدّس کی صحت پر اسلام کی تصدیق وگواہی کے بارے میں کچھ لکھیں بہتر یہ ہے کہ کتاب مُقدّس (بائبل) کے پاروں اور حصّوں پر کچھ کہہ دیں:

کتاب مقدّس یعنی بائبل کے صحائف دو بڑے اجزاء میں تقسیم کیۓ گۓ ہیں پہلے جزو کو پُرانا عہد نامہ کہتے ہیں جن میں تین طرح کے صحائف ہیں۔

ا۔ پہلا، موسیٰ کے پانچ اسفار ہیں جنھیں توراۃ (توریت) کہتے ہیں۔ ان میں پیدایش، خرُوج، احبار، گنتی اور استثنار ہیں۔ یہ مجموُعہ بالکل شروع ہی سے مقدّس محترم اور مسلّم مانا جاتا رہا ہے کبھی کسی نے ان کے وجُود اور صحت پر شک نہیں کیا ہے۔ یہ اللہ کے احکام وصایا اور وعدہ وعید پر مشتمل ہیں۔

۲۔ دوسرے طرح کے صحائف بنی ایم یعنی الانبیاء کے نام سے مشہور ہیں۔ اس مجموُعہ میں دو قسم کے صحائف ہیں "انبیاء اکبر کے" اور "انبیاء اصغر کے"۔ سفر قضاۃ، اسفار سموئیل اور سلاطین۔ دوسرے مجموُعہ میں صحائف یسعیاہ، یرمیاہ، حزقی ایل، ہوسیع، یوئیل، عاموس، عبدیاہ، یوناہ، میکاہ، ناحوم، حبقوق، صفنیاہ،

حجی، زکریاہ اور ملاکی ہیں۔

۳۔ تیسرے مجموُعہ میں زبور، امثال، ایوب، دانی ایل، عزرا، نحمیاہ، اخبارالایام (تواریخ)، غزل الغزلات روت نوحہ یرمیاہ، واعظ اور آستر ہیں۔

کتاب مقدّس کا دوسرا بڑا جزو "نیا عہد نامہ" کہلاتا ہے۔ اس میں جو صحائف ہیں ان کے لئے علماءِ مسیحیت کا اتفاق ہے کہ ان کی تدوین و تشہیر اس وقت ہو چکی تھی جبکہ حضرت مسیح کے خاص الخاص حواری اور شاگرد جنھوں نے خود حضرت مسیح سے ملاقات مصاحبت اور سماعت کی تھی زندہ تھے۔ اس مجموُعہ میں چار راویوں کی روایتوں پر مبنی انجیل شریف ہے۔

اعمال و کارنامہائے حوارئین ورسل ہے، پولوس پطرس، یعقوب۔ یوحنا اور یہودا کے خطُوط ہیں۔ اور آخر میں کتاب الرُویا یا مکاشفہ ہے۔

یہ اختصار ہے الکتاب (بائبل مقدّس) کے محتویات کا جسے اللہ نے اپنے مقدّس لوگوں پر وحی کی تھی اور جس کی اللہ نے بڑی حفاظت فرمائی۔ دنیا کی ساری زبانوں (تقریباً چودہ سو زبانوں ..... میں اسکے ترجمے بھی دیانت دار اشخاص اور جماعتوں نے کیۓ ہیں۔

آئیے

اب ہم ان مذکورہ بالا الٰہی کتب و مقدّس نوشتوں پر اور ان کی صحت پر قرآن شریف کی شہادت و تصدیق بھی دیکھ لیں۔!

یہ صحت و تصدیق کئی سُورتوں میں بار بار وارد ہوئی ہے۔ "مثلاً سورہ مائدہ آیت ۴۴"

إِنَّا انزَلنَا التّوراة فيهَا هُدىً وَنُور يحكم بها النَّبِيُّونَ الّذِينَ اَسْلَمُوا لِلّذِينَ هَادُوا والربانيون والاحبار بما استحفظوا من كتاب الله وكانوا عليه شهداء (یعنی بے شک ہم (خُدا) نے توریت نازل فرمائی جس میں ہدایت بھی ہے اور نور وروشنی بھی۔ اسی توریت کے مطابق اللہ کے فرمان بردار انبیاء یہودیوں کو حکم دیا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ اور علماء بھی ویسے ہی کرتے چلے آئے) کیونکہ یہ لوگ اللہ کی کتاب کے نگہبان مقرّر کئے گئے تھے اور اس توریت کے مصدق و گواہ بھی۔ المائدہ آیت ۴۶:

وَقفّينَا عَلىٰ آثارهم بعيسىٰ بن مَرْيم مُصَدقالمَا بين يَديهِ من التوراة وآتيناه الانجيل فيه هُدىً و نورومصدقًا لما بين يديه من التوراة وهُدىً وموعظة للمتقين۔ (یعنی ان نبیوں کے بعد انھیں کے آثارِ قدم پر ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو بھیجا جو اپنے سامنے کی کتاب توریت کی تصدیق کرتے اور اسے سچی کتاب بتاتے تھے اور ہم نے انھیں الانجیل عنایت کی اس میں بھی ہدایت وروشنی ہے وہ بھی اپنے سامنے کی کتاب توریت

کو سچی کتاب بتاتی اور خدا ترسوں کو راہ بتاتی اور نصیحت دیتی ہے۔"

المائدہ ۴۸۔" وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدّقالما بين يديه من الكتاب ومهيمنًا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجًا ولو شاء الله لجعلكم امة واحدة ولٰكن ليبلوكم في ما آتاكم۔

"یعنی (اے محمد) ہم نے تم پر بھی سچی کتاب اتاری ہے وہ بھی اپنے سامنے موجود الکتاب کو سچا بتانیوالی اور تصدیق کرنیوالی ہے اور اسکی محافظ ہے۔ اب جو کچھ اللہ کا نازل کیا ہوا ہے اسکے مطابق ان کے درمیان فیصلے کرو اور حکم و احکام صادر کرو اور جو کچھ تمہارے پاس سچائی ہے اس سے منہ موڑ کر لوگوں کی من مانی خواہشوں کو نہ اپناؤ۔ ہم نے تم سب کے لئے ایک شریعت وراہ اور دستور وطریقے مقرر کر دیا ہے۔ اگر خدا کو منظور ہوتا تو وہ سب کو ایک ہی اُمّت وگروہ کی شکل میں قائم رکھتا لیکن چونکہ اس نے تمکو اپنی تنزیلات دے رکھی ہیں اسلئے اللہ تمکو ان کے ذریعہ آزمانا چاہتا ہے۔ چنانچہ بھلائی کے کاموں کیلئے مسابقت کرو (یعنی یہ کہ سب سے پہلے کون دوڑ کر انھیں کر ڈالے) اللہ کی ہی طرف آخر کار تم سکو لوٹنا ہے۔

وہی تمکو ان ساری باتوں کی خبر دیگا جن کو تم نے باعثِ اختلاف بنا رکھا ہے"۔

اب ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن نے پہلے توریت کے اصلی ہونے اور اسکی صحت کی گواہی دی، یہ بھی بتایا کہ وہ گمراہی سے ہٹا کر راہ راست پر لگانے اور پھر برابر راستہ بتانے والی کتاب ہے وہ ماننے والوں کیلئے روشنی کا کام دیتی ہے۔ انبیاء کرام کے فیصلوں اور حکم و احکام کیلئے وہ بنیاد کا کام کرتی تھی اسی پر وہ برابر چلتے رہے اور اسکی سچائی کے گواہ بنے رہے۔

دوسری آیت ۴۶ بیان کرتی ہے کہ سیّدنا المسیح نے خود اسکی سچائی و صلیب کی گواہی دی تھی، یہی نہیں انکی الانجیل بھی سچی تھی اور اس نے بھی توریت کی حقانیت، اصلیت اور صحت پر گواہ بنکر تصدیق کی مہر لگادی۔ انجیل نے بھی ساری ماقبل کی کتب منزلہ کو الٰہی کتاب مانا ہے اور اسکے وجود و صحت پر شہادت دی۔

تیسری آیت (۴۸) اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ حضرت **محمّد** پر جو کچھ نازل ہوا تھا وہ بھی ان ساری کتب منزلہ کو سچّی الٰہی کتاب مانتا تھا۔ جو اسکے سامنے موجود تھیں۔ اس آیت نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہ بھی بتایا کہ قرآن ان ساری تنزیلات کی دیکھ بھال اور حفاظت کی ذمہ داری لئے ہوئے ہے اور حضرت **محمّد** کو اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ وہ بھی دیگر انبیاء کی طرح منزل من اللہ یعنی توریت انجیل و قرآن ہی کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے فیصلے کریں اور حکم و احکام صادر کریں۔

انجیل و توریت کی تائید میں قرآن کریم نے ان کے متبعین کی حوصلہ افزائی کی ہے کہ جو تعلیمات ان دونوں میں ہیں ان کی اقامت و اجراء کی پابندی کی جائے۔ اسی لئے قرآن نے کہا کہ:

المائدہ ۶۸۔ قل یا اھل الکتاب لستم علےٰ شئی

حتیٰ تقیموا التّوراۃ والانجیل وما انزل الیکم
من ربکم۔ (یعنی اے محمد کہدو کہ اے کتاب والو
جب تک تم توریت و انجیل اور تمام تنزیلات الٰہیہ کو قائم نہ
کرو تم کسی بھی بنیاد اور اصل پر نہیں ہو!

قرآن اسی طرح انجیل والوں کو یہ کہکر اُکساتا ہے کہ وہ بھی الانجیل میں آئے ہوئے احکامات کو جاری و قائم رکھیں اور جو ایسا نہ کرے وہ فاسق و نافرمان ہے۔ دیکھئے سورۂ المائدہ آیت ۴۷۔

"ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ ومن
لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئك ھم الفاسقون

اسی کے ساتھ سورۂ النساء آیت ۱۳۶ ہے۔

"یا الذین آمنوا باللہ ورسولہ والکتاب
الذی نزل علیٰ رسولہ والکتاب الذی انزل من قبل ومن
یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر
فقد ضل ضلالا بعیداً" یعنی اے ایمان لانیوالو، ایمان
رکھنا لازمی ہے اللہ پر، اللہ کے رسول پر، اور اس کتاب پر
جو اس سے بیشتر نازل ہو چکی ہے! اب جو اللہ کا، اسکے فرشتوں
اسکی کتابوں اسکے رسولوں کا اور آخرت کے دن کا انکار کرے
اور نہ مانے، وہ راہ سے بھٹک کر بہت دُور جا پڑا ہے۔"

چنانچہ آیات بالا سے یہ نتائج اخذ ہوئے۔

قرآن شریف نے توریت و انجیل کے احکامات کو قائم و رائج کرنے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کی ہے۔ کسی قسم کی تحریف و تبدیل سے بچے رہنے اور دونوں کتابوں کی صحت و سلامتی و اصلیت کا یہ ایک ضمنی اعتراف ہے۔ یہ تاکید اس لئے بھی ہے کیونکہ یہ دونوں کتابیں نجات انسانی کا پیغام ان لوگوں کو دیتی ہیں جو نجات کے خواہاں ہیں۔

دوسری بات یہ کہ سلوک و رشاد کی نہایت کافی تعلیم ہے۔

تیسرے یہ کہ سارے ایمان کے مدعیوں کو جن میں مسلمان بھی شامل ہیں یہ حکم ہے کہ قرآن اور الکتاب توریت و انجیل سب پر ایمان رکھیں جو قرآن سے پہلے نازل ہو چکیں تھیں۔ یہ قرآنی دعوت اس شہادت قرآنی کے ساتھ جو ہم پیش کرنے والے ہیں کس قدر متفق ہے۔

دیکھئے سورۂ انعام۔ آیت ۹۱ :

" اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده۔ یعنی
یہ (ابراہیم، اسحٰق، یعقوب، نوح، داؤد، سلیمان، ایوب
یوسف، موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ، عیسیٰ، الیاس،
اسماعیل۔ الیسع، یونس، لوط، وغیرہ اور ان کی نسل)
یہ سارے کے سارے وہ ہستیاں ہیں جن کو اللہ نے سیدھی
راہ دکھائی ہے (اے محمدؐ) تم بھی انکی ہدایت و راہ کی پیروی کرو۔"

قرآن نے امور روحانی میں فیصلہ کے لئے حضرت محمد کو یہ صلاح دی ہے کہ :

" وکیف یحکمونك وعندهم التوراة فيها حكم الله

ثم یتولون من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنین
یعنی یہ لوگ تم سے اپنے مقدمات کیسے فیصل کرائیں گے جبکہ خود
ان کے پاس توریت موجود ہے۔ جس میں خدا کا حکم لکھا ہوا ہے اور
یہ اُسے جانتے ہیں۔ پھر بھی اگر یہ لوگ اس حکم سے پھر جاتے ہیں
تو ان کا ایمان ہی کہاں رہا؟۔

یہ آیت صاف ظاہر کرتی ہے کہ جو شخص کتاب مقدس کو رواج و قیام دے گا۔ وہ فیصلوں کے لئے کسی اور کتاب کی ضرورت نہ محسوس کر سکے گا۔ اب رہے وہ لوگ جو کتاب الٰہی سے منھ موڑینگے۔

خصوصاً اس وقت جبکہ وہ حق و سچائی ان پر ظاہر کر رہی ہو۔ تو ایسے لوگ مومن کہلانے کے ہی مستحق نہیں۔

سورۂ القصص آیت ۴۹ :

" قل فأتوا بكتاب من عند الله هو اهدى منهما
اتبعه ان كنتم صدقين ہ یعنی (اے محمدؐ کہدو
کہ اگر تم سچے ہو تو خدا کے پاس سے ان دونوں کتابوں سے بڑھکر
ہدایت دینے والی کوئی اور کتاب لا دو تو میں اسی کی اتباع کرنے
لگوں گا۔

اس آیت میں حضرت محمدؐ کو یہ ارشاد ہے کہ ان کو یہ کہنا واجب ہے۔ ان لوگوں کو جنہوں نے اس رسالت کا رفض کر دیا ہے جس کی منادی اور دعویٰ آپ نے کیا ہے تو اس طرح کی حرکت موسیٰ کے ساتھ بھی کی گئی تھی یعنی یہ کہ خدا کی طرف سے ملی ہوئی کوئی ایسی کتاب جو اسقدر صاف راہ دکھا رہی ہو جیسے کتاب مقدس و قرآن دکھاتی ہے تو لا کر دکھاؤ۔

سورۃ النحل ۴۳ : وَمَآ ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی
الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥

"یعنی اور ہم (خدا) نے تم سے پہلے بھی ایسے مرد بھیجے تھے (اے محمد) جنکی طرف ہم نے وحی کی تھی اگر تم نہیں جانتے تو ذکر والوں یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو۔"

تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ:

"اہل الذکر علماء توریت و انجیل ہیں۔ اگر تم نہیں جانتے تو نہ جانو۔ وہ تو جانتے ہیں کہ تم کو اتنی زیادہ ان کی تصدیق کرنی ہے جتنا ایماندار لوگ محمد کی تصدیق کرتے ہیں۔"

آیت شریفہ نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ اللہ کے سارے انبیاء و رسل جنھوں نے الذکر کو لکھا ہے تو انھوں نے اسے وحی کے ذریعہ لکھا ہے اور روح القدس کی تحریک میں لکھا ہے۔

یہ آیت اور دیگر آیات جو بطور دلیل و شہادت آپکے سامنے لائی گئی ہیں بڑے شدومد کے ساتھ اس بات کی تصدیق کر رہی ہیں کہ قرآن نے الکتاب المقدس کا اعتبار کیا ہے اور اسے ہدایت، نور، ذکر، حکم الہٰی اور وحی کے طور پر مانا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو بات مذہب اور روحانیت سے تعلق رکھنے والی انہیں نہیں معلوم ہے وہ ہم سے پوچھ لیں کیونکہ ہم ہی اہل الذکر، اور اہل الکتاب ہیں۔ کیا یہ اعتراف جو قرآن شریف کی طرف سے کیا گیا ہے صحیح نہیں ہے۔ ہمارے پاس جو مقدس نوشتے اور الہٰی صحائف ہیں وہ صحیح اور قابل اعتماد و عمل ہیں بالفاظ دیگر وہ محرف نہیں ہیں۔

مسیح کے رسولوں کی شہادت بھی اس معاملہ میں کہ کتاب مقدس صحیح ہے اور وحی سے لکھی گئی ہے مذکورہ باتوں سے متفق ہیں۔

مثلاً پولس نے لکھا ہے کہ:

"ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم والزام اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مرد خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کیلئے بالکل تیار ہو جائے۔" (۲ تمتھیس ۳: ۱۶)

اور یہی وجہ ہے کہ مسیحیوں نے پرانے عہدنامہ (یعنی مجموعہ صحائف) کو تسلیم کیا ہے کہ جس کی تدوین قریباً چار سو سال قبل مسیح ہو چکی تھی۔

آج چودہ سو زبانوں اور بولیوں میں کتاب مقدس کے تراجم چار دانگ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کی کیسی زبردست دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلمہ اور کلام کے لئے خبردار بھی رہا ہے اور جاگتا بھی رہا ہے اور اس کی حفاظت وہ ابدالآباد کرتا رہے گا۔ قومیں آئیں اور چلی گئیں۔ زبانیں رائج ہوئیں اور ان کے بولنے سمجھنے والے نہ رہے۔ ساری دنیا میں انقلابات آتے رہے لیکن کتاب مقدس آج بھی ہے اور دنیا کے آخر تک رہے گی کیونکہ اس کتاب مقدس کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے خط کی سی ہے جس میں ہر زمانہ کے مرد و عورت۔ لڑکی۔ لڑکے کے لیے نجات کی نوید پہنچاتی ہے وہ یسوع اور اسکی باتیں ہیں اس خط کا پیغام ہر کس وناکس کے لیے ہے جس میں کالے گورے کا فرق نہیں ہے۔ جنسیت زبان اور قومیت کی تمیز بھی نہیں رکھی گئی ہے۔ ایک زندہ قوت ہے۔ اس الہٰی کتاب میں، اور یہ قوت ہر اس آدمی کو عطا کردی جاتی ہے جو یسوع المسیح کو ایمان سے اپنا رستگار اور منجی مان لیتا ہے اور تب وہ اللہ کا بیٹا بن جاتا ہے۔

نہم

ایک ناگزیر سوال

اب اس منزل پر پہنچ کر کیا ہم کتاب مقدس کے صحائف کی تحریف کے مدعیوں سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ان کے پاس وہ کون سی علمی اور تاریخی دلیل ہے جس سے وہ یہ ثابت کرسکیں کہ کس زمانے میں اور کس وقت یہ واقع ہوئی۔ اگر جواب یہ دیتے ہیں کہ تحریف کا وقوع قبل مسیح ہوا تھا تو ہم یہ کہیں گے کہ کتب مقدس کی صحت کی تو جناب مسیح تصدیق فرما چکے۔ ایک تو اس طرح پر کہ انہوں نے ان نبوتوں اور پیش گوئیوں کا حوالہ دیا ہے جو ان کے بارے میں کہی گئی تھیں۔ خصوصاً حضرت یسعیاہ نبی کا صحیفہ جسے انہوں نے ناصرت کے عبادت خانہ میں پڑھکر سنایا تھا یعنی یہ کہ:

"خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے کیونکہ اس نے مجھے مسح کیا ہے
تاکہ حلیموں کو خوشخبری سناؤں اس نے مجھے بھیجا ہے کہ شکستہ
دلوں کو تسلی دوں۔ قیدیوں کے لئے رہائی اور اسیروں
کیلئے آزادی کا اعلان کروں تاکہ خداوند کے سال مقبول کا اور
اپنے خداوند کے انتقام کے روز کا اشتہار دوں اور سب غمگینوں
کو دلاسا دوں" (۶۱: ۱، ۲)

تو وہ اسکی بھی ہمیں خبر دیتے ہیں کہ مسیح نے اس خاص نبوت کی تلاوت کے بعد اپنے سامعین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا ہے" (۴: ۲۱)

دوسرے۔ اس طور پر کہ یہودی لوگ اپنی معلومات میں اضافہ کریں ان کو مقدس نوشتوں کی تلاوت کی ترغیب اس طرح دی۔

"تم کتاب مقدس میں ڈھونڈتے ہو کیونکہ سمجھتے ہو کہ اسمیں ہمیشہ کی
زندگی تمہیں ملتی ہے اور یہ وہ ہے جو میری گواہی دیتی ہے" (یوحنا ۵: ۳۹)

تیسرے، اس طریقہ پر کہ آپنے صدوقیوں کو ان کی کتب مقدسہ کی لاعلمی پر ملامت کی اور کتب مقدسہ کی عدم اقامت اور عمل نہ کرنے پر سرزنش یہ کہہ کر کی:

"کیا تم اس سبب سے گمراہ نہیں ہو کہ نہ کتاب مقدس کو جانتے ہو
نہ خدا کی قدرت کو" (مرقس ۱۲: ۲۴)

چوتھے، مسیح نے کتب مقدسہ کی تصدیق اس طرح پر کی کہ ابلیس کی طرف سے آزمائش کے دوران کتب مقدسہ کا استعمال فرمایا اور بطور سپر کے استعمال کیا۔

انجیل مقدس میں ہم پڑھتے ہیں کہ جب شیطان نے آپ کے دل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کی یردن کے بیابان میں تو آپ نے کتاب مقدس کی آیتیں پڑھکر اس لعین کا مقابلہ کیا۔

پہلی آزمائش کے وقت آپ نے فرمایا:

"یہ بھی تو لکھا ہوا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے
گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے" (متی ۴: ۴ مقابلہ
کیجئے توریت کا صحیفہ استثنا ۸: ۳ وہ جیتا رہتا ہے۔)

دوسری میں آپ نے فرمایا کہ:

"تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر" (استثنا ۶: ۱۶)

تیسری آزمائش کے وقت مسیح نے فرمایا :

"لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسکی عبادت کر۔"

(لوقا ۴ : ۸ مقابلہ کیجئے۔ استثنار ۶ : ۱۳۔ تو اپنے خدا کا خوف ماننا اور اسی کی عبادت کرنا۔)

اسیطرح مسیح کے حواریوں نے اور آپکے اصحاب وشاگردوں نے بھی اپنے اُستاد مسیح ..... کی راہ اور طریقہ اختیار کیا اور اپنے استاد کو مسیح ہی ثابت کرنے کے لئے کتاب مقدس کی نبوتوں کا استعمال کیا ہے۔

مثلاً یہوداہ اسکریوتی کی موت پر کہا۔

"اس کا گھر اُجڑ جائے اسمیں کوئی بسنے والا نہ رہے اور اس کا منصب وعہدہ دوسرا لے لے۔" اعمال ۱ : ۲۰ زبور ۱۹: ۸ اور ۶۹ : ۲۵۔

پنتکوست کے موقع پر جب رُوح القدُس نازل ہوا تو اسکے بارے میں بھی مسیح کے رسولوں نے یہ کہا کہ :

"یہ وہ بات ہے جو یوایل نبی کی معرفت کہی گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنے رُوح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوت کریں گی اور تمہارے جوان رویا دیکھیں گے اور تمہارے بڈھے خواب بلکہ میں اپنے بندوں اور اپنی بندیوں پر بھی ان دونوں میں اپنے رُوح میں ڈالوں گا اور وہ نبوت کریں گی۔"

یوایل نبی کا صحیفہ ۲ : ۲۸، اور اعمال ۲ : ۱۷، ۱۸) اب یہ بات عقل میں نہیں آتی ہے کہ مسیح اور ان کے دیانتدار اور وحی یافتہ حواری واصحاب اس بات کی کوشش کرینگے کہ اپنی رسالت اور تعلیم کو محرف اور تبدیل شدہ نوشتوں اور کتابوں سے مستند بنائیں۔

اور لوگوں کو ایسی کتابوں کی تلاوت پر اور ان کی تعلیمات پر عمل اور اقامت پر اکسائیں۔

اور کیا کسی میں جرائت وجسارت ہے یہ کہنے کی کہ مسیح اور ان کے حواری ان کتابوں کی تحریف کی بات سے لاعلم تھے اور بیچارے اسی لاعلمی میں ان کتابوں سے شہادت وسند پکڑتے رہے۔

خواہ کسی بھی مذہب کا ہو ایسا شخص جو یہ ماننے کی جسارت کرے تو اس نے گویا انبیاء ورسل کی طرف ساری کی ساری بھیجی گئی وحی والہام کی صحت پر طعن کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ خدا پر الزام لگے گا کہ اپنے کلمات کی حفاظت میں اس نے کوتاہی اور سُستی کی۔ یہ طعن تب شاید سب سے زیادہ قرآن شریف پر وارد ہوگا کیونکہ اسکے متن میں کتنی ہی آیات وشہادتیں ہیں جو کتب واسفارِ مقدسہ کی صحت کے گُن گا رہی ہیں۔

اگر کہنے والا یہ کہے کہ وہ تو یہودی تھے جنھوں نے بعد مسیح کتاب مقدس کے عہد قدیم کے صحائف میں دخل اندازی کرکے محرف کر دیا ہے تو جواب یہ ہوگا کہ یہ کہنا تو اور بھی ناممکن ہے کیونکہ مسیح کے بعد تو کتاب مقدس کا وہ حصہ جو عہد قدیم یا جسے پرانا عہد نامہ کہتے ہیں وہ سارا کا سارا مسیحیوں کی زیر حفاظت بھی آگیا۔ کیونکہ مقدس صحیفوں کا استعمال وہ بھی کرنے لگے۔ اگر ایسی حرکت کرتے تو مسیحی لوگ ان کی ساری قلعی کھول دیتے لیکن تاریخ میں کبھی کچھ ایسا نظر نہیں آیا۔

اگر مدعی تحریف یہ کہے کہ نہیں، وہ تو مسیحی تھے جنھوں نے کتاب مقدس میں

تحریف کی ہے۔

تو ہم کہیں گے کہ اس کا احتمال اسلئے نہیں ہے کیونکہ اگر یہودی انھیں کبھی بھی ایسا کرتے دیکھتے تو چیخ پڑتے اور کبھی بھی کسی اور کو کیوں اپنی کتاب مقدس کے ساتھ یہ حرکت کرنے دیتے چہ جائیکہ مسیحی!

اگر مدعی تحریف تیسرا امکان ظاہر کرے کہ صاحب' یہود و نصاریٰ دونوں نے مل کر ایسا کیا ہے!

تو ایسا کہنے سے وہ خود اپنے آپ کو نشانہ مذاق بناتے ہیں کیونکہ یہودی تو شروع ہی سے مسیحیت کے دشمن اور مخالف ہیں حتیٰ کہ وہ تو مسیح کی آمد کے منکر ہیں اور یسوع کو مسیح نہیں مانتے۔ وہ بھلا مسیحیوں کے ساتھ ایسا کس طرح کر سکتے ہیں؟

اگر بالغرض ایک ناممکن بات ممکن بن گئی اور ایسا واقع ہو گیا ہے تو دیکھنا یہ یہ ہے کہ اس صورت میں یہود کو یہ شرط لگانی تھی کہ وہ ساری آیتیں جو مسیح کے حق میں آئی ہیں اور یسوع کے گن گان کرتی ہیں۔ پہلے انھیں کو نکالا جائے اور ان نبوتوں کو بھی جو ان کے حق میں وارد ہیں اور وہ آیتیں بھی جو تجسم اور یسوع کی معجزانہ دلالت، اور ساری نبوتیں بھی جو مسیح کے آلام اور دکھوں کا بیان کرتی ہیں۔ اور اُن کے جی اُٹھنے کو بتاتی ہیں۔ غرض کہ سب سے پہلے تو انھیں نکالا جائے۔ لیکن یہ سب کچھ کتاب مقدس میں چونکہ موجود ہیں اسلئے اسطرح کا دعویٰ بھی باطل ہی ٹھہرتا ہے۔

کوئی بھی مدعی تحریف اس بات سے بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا کہ مسیحیت کی صبح کے

سے لیکر ہی عہد قدیم کے صحائف یہودیوں اور مسیحیوں دونوں کے ہاتھ میں اپنی اصلی زبان میں موجود تھے۔ ماہروں نے اور علماء نے دونوں قوموں کے ہاتھوں میں موجود سارے نسخوں کا گہرا مطالعہ کیا اور یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ دونوں میں زبردست مشابہت اور اتفاق ہے۔

ہمیں بھی ایسا (تحریف) ماننے والوں سے یہ پوچھنا ہے کہ کب (یہ زبردستی تھوپی ہوئی تحریف) واقع ہوئی قبل قرآن یا بعد قرآن؟

اگر وہ یہ کہیں کہ قبل قرآن تحریف واقع ہوئی تھی تو یہ کہنا ان کو ایک ایسی مشکل اور مخمصہ میں ڈال دے گا جس سے ان کا نکلنا دوبھر ہو جائے گا۔ کیونکہ حضرت محمدؐ کو خود قرآن یہ حکم دیتا ہے کہ مشکوکات سے خلاصی پانے کیلئے انھیں قارئین کتاب مقدس سے مدد لینی چاہیئے۔

دیکھئے سورۂ یونس آیت ۹۴ یعنی:

فسئال الذین یقرؤن الکتاب من قبلک

یعنی اے محمد اگر کبھی تمکو کوئی شک و شبہ لاحق ہو تو تم اپنے پہلے نازل شدہ

الکتاب (یعنی بائبل) کے پڑھنے والوں سے پوچھ لیا کرو"

چونکہ

اللہ ہر چیز کے علم کا احاطہ کئے ہوئے ہے اسلئے یہ اس کی شایانِ شان نہیں کہ

حضرت محمدؐ کو

ازالہ شکوک کے لئے کسی محرف اور تبدیل شدہ کتاب کے قاری اور تلاوت کرنیوالوں کی طرف رجوع ہونے کا مشورہ دے۔ بائبل کی صحت کی گواہی اور اسکے سچا ہونیکی تصدیق میں قرآن نے کہا ہے:

اس طرح کی پہرہ داری سے مسلمانوں کو کس نے روک رکھا تھا وہ بھی کچھ ایسا ہی قدم اُٹھاتے خاص کر اس وقت جبکہ حضرت محمدؐ کی نبوّت کے بارے میں ان کتب مقدسہ میں شہادتیں اور پیشنگوئیاں تھیں۔

اللہ کے کلام میں عدم امکان تحریف کا اعلان تو قرآن نے بھی کیا ہے :
مثلاً "

"انا نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ○
(سورۂ حجر آیت ۹) یعنی ہم (خدا) نے ہی الذکر (تنزیلات) اتاری ہیں اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے ہیں۔

"لا مبدل لکلمات اللہ۔ یعنی اللہ کے کلمات کو تبدیل کرنیوالا کوئی ہے ہی نہیں (یعنی کسی ہستی کا وجود ہی نہیں ہے جو ایسی حرکت کرسکے) یونس ۶۴۔

"ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنی تو ہرگز اللہ کے طور طریقہ میں تبدیلی نہ پائیگا" (سورہ فتح ۲۳)

"لا مبدل لکلماتہ۔ یعنی اللہ کے کلمات میں تبدیلی کرنے والا کوئی ہے ہی نہیں" (انعام ۱۱۵۔ کہف ۲۷)

یہ ساری آیتیں اللہ کا وعدہ ہیں کہ کس میں مجال ہے کہ اللہ کے ایک کلمہ کو ہی بدل دے کیونکہ اللہ نے ہی اسے اتارا ہے اور وہی ان کا حافظ و رکھوالا ہے۔

اب ہم ایک سوال کرینگے کہ اگر کچھ جری قسم کے مسلم نوجوان جن میں اس بات کی غیرت اور شوق ہوکر وہ قرآن کو کما حقہ قائم رکھیں گے۔ یہ ارادہ کر بیٹھیں کہ آؤ اہل الکتاب

"وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمناً علیہ" (المائدہ ۵۱)
یعنی تیری طرف ہم نے الکتاب نازل کی جس کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے سامنے کی موجود الکتاب کو سچی بتا رہی ہے اور اس پر نگران و حافظ ہے"
ھیمنۃ کے معنی حراست ونگرانی یا نگہبانی کے ہیں۔

مطلب ہے حفاظت ونگرانی ان حقائق اور شرائع الٰہیہ کی جو کتاب اللہ یعنی الکتاب میں ہیں۔ اسلئے اگر مزعومہ تحریف، قرآن کے بعد ہوئی ہوتی تو مدعی تحریف کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ایک نگران و محافظ کے فرائض انجام دینے میں قرآن ناکام رہا!

یعنی

بالفاظ دیگر اگر توریت وانجیل بعد نزول قرآن محرف ہوگئیں تو یہ اہل قرآن یا مسلمانوں کے لئے ایک ایسا صریح اتہام ہے سب سے اہم فریضہ کی ادائیگی کی کوتاہی کا جس کے لئے بھی قرآن آیا تھا۔ کیونکہ تب تو قرآن اور قرآن والوں کے لئے یہ اور بھی ضروری ہوگیا تھا کہ کم از کم تحریف واقع ہونے سے پہلے کا ایک بائبل کا نسخہ محفوظ رکھتے اور تحریف سے توریت وانجیل کو بچا لیتے۔ تاکہ ھیمنۃ یا حفاظت کے لفظ کے صحیح مصداق کے لئے وہ (بائبل) موجود رہتی!

مسیحیوں نے بھی تو یہی کیا ہے کہ جب اُنھوں نے مسیح کے بارے میں توریت وانجیل میں نبوّتیں اور تعلیم دیکھی تو ان کی حفاظت اور پہرہ داری پر کمربستہ ہوگئے، اور ساری دنیا میں اس کی نشر واشاعت کا سامان کر دیا۔ حتیٰ کہ آج دُنیا کی چودہ سو زبانوں اور بولیوں میں وہ پڑھی جاسکتی ہیں۔

کے پاس چلیں اور ان سے کچھ الٰہی امور پر غور و خوض کریں۔ کچھ پوچھ گچھ کریں۔ پھر ان کی ملاقات راستہ میں کچھ ایسے لوگوں سے ہو جائے جو کھلے ہوئے مدعیٔ تحریف ہیں۔ یہ نوجوان ان سے یہ کہہ دیں کہ ہم تو قرآن کے حکم کے بموجب اہل الذکر، (اہل الکتاب) کے پاس جا رہے ہیں تاکہ کچھ گفتگو کریں۔ تو کیا یہ تحریف کے مدعی یہ جرأت کر سکتے ہیں کہ انھیں یہ کہہ کر روکیں کہ ان کے پاس مت جاؤ کیونکہ وہ الذکر جس کا بیان و حوالہ قرآن نے دیا ہے وہ تو محرّف ہے۔

فرض کیجئے کہ انھوں نے روک لینے کی جرأت کر ڈالی تو ان اچھے اور متّقی نوجوانوں کا کیا حال ہوگا؟

کیا وہ مدعیان تحریف کی ہاں میں ہاں ملائیں گے یا قرآن کے قول و حکم کو سچا مان کر اس کی ہاں میں ہاں ملا کر اس پر عمل کرینگے جو یہ مشورہ و حکم دیتا ہے کہ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ٥

اسی سوال سے ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ مدّعی تحریف کا کیا حال اس وقت ہوگا اگر ملحدوں یعنی جنھوں نے کہ ان میں توریت و انجیل کی تحریف کا خیال پیدا کر کے اس کی ان میں اشاعت کی ہے، یہ کہیں کہ جس بنیاد تحریف میں تم توریت و انجیل پھینک چکے ہو۔ قرآن کو بھی پھینک دو کیونکہ قرآن بھی محرّف ہے، تو یہ لوگ ان ملحدوں کا ردّ کس طرح پر کرینگے اور ان کے خلاف کون سا ہتھیار سنبھالیں گے۔

ان کے پاس تو ایک ہی ہتھیار تھا۔ جسے وہ پھینک چکے ہیں یعنی کتب مقدسہ کا وعدہ نگہبانی و حفاظت ہر طرح کی تحریف دکھلوا کے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ ان تمام مسلمانوں کی کیا پوزیشن ہوگی۔ قرآن کے قول سے مثلاً:

"الٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی
لِّلْمُتَّقِیْنَ ٥ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ
وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ" (سورۂ البقرہ ۱-۵)

یا قولوا آمنّا باللہ وَمَا انزل الینا و ما انزل الی ابراھیم
وَاسمٰعیل وَاسحٰق وَیعقوبَ والاسباط وما اوتی
موسیٰ و عیسیٰ وما اُوتی النّبیّون من ربّھم لا نفرق
بین اَحَدٍ مِنْھُم وَنحنُ لَہٗ مُسلِمُونَ ٥ (بقرہ ۱۳۶)

ان آیات میں ایمان لانے والوں کو بتایا گیا ہے کہ اپنے قرآن پر ایمان کے ساتھ ساتھ قرآن سے قبل کی کتابوں اور تنزیلوں پر بھی ایمان رکھیں اور قرآن اور قبل القرآن کی اللہ کی تنزیلوں میں فرق و امتیاز نہ کریں۔

قرآن اس طرح کا حکم کیا خوب جان بوجھ کر اس وقت دے سکتا ہے جب کہ بیشتر کے نازل شدہ نوشتے محرف و متغیر ہو چکے ہوں؟

کیا ادّعائے تحریف اللہ کی نیکی سچّائی اور راستبازی پر اتہام نہیں اور کیا اللہ کے علم پر اس سے حرف نہیں آتا؟

تاریخ پر مبنی حقیقت

جو تاریخ پڑھے وہ دیکھیگا کہ مسیح کے حواریوں سے لیکر چوتھی صدی تک مسیحیوں نے طرح طرح کی تکالیف و آلام سہے ایذا و دُکھ اٹھائے جو ان پر یہودیوں

اور بُت پرستوں نے توڑے تھے۔ ایسے ایسے عذاب انہوں نے سہے کہ خود عذاب دینے والے دیکھکر دنگ رہ گئے۔ مسیحیوں میں یہ برداشت و تحمل محض اس وجہ سے تھا کہ یہ انجیل مقدس کے پیدا کردہ ایمان کا نتیجہ تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسیح کی محبت میں مسیحی خوشی خوشی شہادت پاتے اور مرنے پر آمادہ نظر آتے تھے کیوں کہ وہ اپنے آقا کے اس قول پر عامل تھے کہ "موت تک وفادار رہ" ان پر توڑے گئے، مظالم دُگنے کردیئے گئے تاکہ وہ انجیل کا انکار کردیں۔ مسیح کو چھوڑدیں اور جان بخشوالیں لیکن مومنوں نے چندروزہ وقتی زندگی پر مسیح کی خاطر کسی طرح کی بھی موت کو ترجیح دی۔ جنھوں نے عذاب وآلام مسیح کے نام پر سہے ایسے گواہوں اور شہیدوں کا ایک بادل تھا، ایک جم غفیر تھا جس نے ہنستے ہنستے موت کو گلے لگایا۔ لیکن ایمان سے نہ پھرے۔

ایسے جانبازوں کے ہوتے ہوئے بھلا کس کی مجال تھی کہ انجیل کے ساتھ تحریف کردینے جیسا کھیل کھیل سکتا۔ اور وہ کھڑے دیکھتے رہتے!

جس انجیل و ایمان کی خاطر شیروں کے جبڑوں کو انھوں نے انکار وکفر پر ترجیح دی وہ مسیحی بھلا کسی کو کب اور کیسے اجازت دے سکتے تھے کہ وہ اللہ کے کلمہ اور اس کی انجیل کو بدل دے۔ ان ایمانداروں کے پاس رسُولوں کی یہ وصیت بھی تھی۔

اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس انجیل (خوشخبری) کے سوا جو ہم نے تمہیں سُنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سُنائے تو وہ ملعون ہوا۔ (گلتیوں ۱: ۸)

اسطرح کے مدعی تحریف سے تو یہ بھی پُوچھئے کہ تحریف پر کسی مسیحی کو آخر وہ کون سی چیز

تھی جس نے ابھارا؟ کیا وہ محرک حیات ابدی سے بڑھ کر کوئی چیز تھی؟

یُوحنّا امین کے ذریعہ یہ بات پہنچی کہ:

"میں ہر ایک آدمی کے سامنے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سُنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں سے کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدسین میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالے گا"

مُکاشفہ ۲۲: ۱۸- ۱۹، کتاب مقدس کے آخری صحیفہ کی یہ آخری آیت ہے۔

بہر کیف اگر یہ کہا جائے کہ تحریف تو نزول قرآن کے بعد ہوئی تھی تو حقائق واقعہ اس زعم کو باطل کرتے ہیں کئی طرح سے — مثلاً یہ کہ مسیحی دین کئی ملکوں میں پھیلا۔ عرب میں، شمالی افریقہ میں، ایران۔ ہند، اٹلی، فرانس، اسپین، انگلستان و جرمنی وغیرہ میں پھیلا۔ اب کوئی صاحب عقل سلیم۔ کیا یہ مانے گا کہ ان بلاد متفرقہ میں پھیلے ہوئے سارے مسیحی نوجوان جو دُور دُور پھیلے ہوئے ہیں کیا ایک جگہ جمع ہوکر انجیل کی تحریف کرنے پر راضی اور متفق ہوگئے؟

دوسرے یہ کہ ان ممالک میں جن لوگوں نے مسیحیت کو اپنایا تھا ان کی الگ الگ زبانیں تھیں اور سب کی زبانوں میں کتاب مقدس معمول بنی تھی اور برتی اور پڑھی جاتی تھی۔ یہ ساری باتیں کتاب مقدس کی تزویر وتحریف کو ناممکن و مستحیل بنادیتی ہیں خاصکر جبکہ وہ ایکدوسرے کی بات بھی نہ سمجھ سکتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ چوتھی صدی مسیحی میں یعنی اسلام سے کئی سو سال پہلے مسیحی کئی فرقوں

میں بٹے ہوئے تھے اور کوئی کوئی گروہ تو عقائد میں اپنی جڑ سے بہت دُور جا پڑا تھا۔ اس دور میں ہر فریق اپنی حقانیت کتاب مقدس کی آیات سے ہی ثابت کرتا تھا تفسیر کے بارے میں بہت قیل و قال اور نزاع اٹھے۔

مجالس، کونسلیں اور اجتماعات منعقد کئے جاتے رہے۔ جن میں عقائد کے خلافیات اور دیگر امور پر تکرار و مباحثے ہوتے رہے جن میں نکایہ کی کونسل تو بہت ہی مشہور رہے وہاں ہر طرح کی قیل و قال و بحث ہوئیں مگر کسی نے بھی کبھی کتاب مقدس کی تحریف کے مسئلہ کو نہیں اٹھایا، اگر یہ بات ہوتی تو ضرور زیر بحث آتی، اسلئے یہ دعویٰ کہ مسیحی تحریف انجیل پر متفق و ہم زبان رہے۔ ساقط ہو جاتا ہے۔ اب موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ہم کیا یہ پوچھ لیں کہ تحریف جیسا اہم واقعہ کس صدی و ماہ و سال میں، کس مقام و شہر میں اور کن کن لوگوں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہو گیا اور کیسے سارے کے سارے اس پر متفق ہو کر تحریف کو ہونے دیا اور سب تماشہ بیں بنے رہے۔

آج بھی دُنیا میں ایسے دیانتدار مورّخ موجود ہیں اور ماضی میں بھی تھے جنھوں نے واقعات و حوادث کی تسجیل و تدوین کی ہے کیا ان میں سے کسی نے بھی کبھی ایسا اشارہ کیا ہے۔ مورّخوں میں ہر طرح کے لوگ ہیں۔ بُت پرست ہیں یہودی ہیں۔ مسیحی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔ کیا کبھی ان میں سے کسی نے اشارۃً یا تلمیحاً یہ ذکر کیا ہے کہ کوئی ایسا اجتماع منعقد ہوا تھا جس میں اللہ کے مقدّس کلام سے کھیلا گیا اور سارے یہودی و مسیحی مختلف فرقوں اور عقیدوں کے اور زبانوں کے اور ملکوں کے اکٹھے ہوئے اور ایسی حرکت کی۔ اور کوئی بھی مرد خدا یا مائی کا لال ایسا نہ تھا جس نے جان پر کھیل کر ایک ہی سچّا اور خالص نسخہ کتاب مقدّس کا بچا سکا ہو۔ ان بد ذاتوں کے دستِ برد سے تاکہ وہ آگے چل کر ان لوگوں کی قلعی کھول دے!

یہ بھی یاد رہے کہ اگر کبھی یہود نصاریٰ میں ایسی ملی بھگت ہوتی ـــ تو سارے نزاع

ختم ہو جاتے اور پھر کوئی نہ تو نزاع رہتا اور نہ کوئی اختلاف!

دھم

تحریف پر کچھ مسلم علمار کی رائے

ہم نے پچھلے صفحات میں دیکھا کہ قرآن نے توریت و انجیل کو کلام اللہ مان لیا ہے اور وہ بھی بڑی تاکید کے ساتھ۔ یہ بھی مانا گیا ہے کہ ان میں نہ تبدیل کا امکان ہے نہ تغیر کا۔ اگر قرآن کی یہ دونوں شہادتیں صحیح مان لی جائیں تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ توریت وانجیل میں تحریف نہیں ہوئی نہ قبل نزول قرآن۔ نہ بعد نزول قرآن۔

ہندوستان کے علمار نے جب اس مسئلہ پر غور کیا اور قرآن کے معطیات و پیش کردہ مضامین کو دیکھا تو یہ مان گئے کہ کتاب مقدّس توریت و انجیل وغیرہ آسمانی صحائف محرّف نہیں اور نہ وہ تبدیل ہوئے نہ ان میں کوئی تغیر ہوا ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ بعض یہودی (اور وہ بھی صرف مدینہ کے)، کتاب مقدّس کی تفسیر کرتے وقت کبھی کبھی تصرف سے کام لیا کرتے تھے لیکن متن میں وہ کچھ نہیں کرتے تھے! کچھ دیانت دار علماء بعض ایسی ہی آیتوں کی تفسیر سے جو رازی۔ طبری، جلالین وغیرہ نے کی ہے۔ مطمئن معلوم ہوتے ہیں۔

مثلاً

"من الذین ھادوا یحرفون الکلم عن مواضعہ

ویقولون سمعنا وعصینا، واسمع غیر مسمع

وراعنالیّا بالسنتھم وطعنًا فی الدین ؕ

(سُورۂ نسار ۴۵)

رازی کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ :

" یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ وہ حضرت محمدؐ کے پاس آتے اور مسئلے مسائل پوچھتے، آپ ان کو جواب دے دیا کرتے۔ جب یہودی آپ کے پاس سے چلے جاتے تو وہاں جاکر آپ سے ہوئی باتوں میں ہیرا پھیری اور تبدیلی کرتے۔"

جلالین نے لکھا ہے کہ :

" یہودیوں میں ایک گروہ تھا جو توریت میں نازل شدہ اللہ کے کلام میں محمدؐ کی صفت و اوصاف کو ان مقامات سے جہاں پر وہ ہوتے اِدھر اُدھر کر دیتے تھے اور محمدؐ کو جب وہ کسی چیز کا حکم دیتے تو یہ کہہ کر (مذاق اُڑانے) ٹال دیتے کہ جناب ہم نے آپکی بات سُن لی اور آپ کے حکم کو مان لیا (ایک مطلب یہ بھی ہوتا تھا "عصینا" کا کہ ہم نے ٹھکرا دیا۔

اسیطرح "اسمع غیر مسمع" کا مطلب یہ لیتے کہ تم بہرے ہو جاؤ کیونکہ یہ جملے ذو معنی ہوتے تھے کہ ایک مدح کا پہلو ہوتا تھا اور ایک ذمّ کا پہلو یعنی تعریفی جملے استعمال کرکے بُرے مطلب لیا کرتے تھے۔

وہ لوگ محمدؐ کو "راعنا" بھی کہتے جو یہودی لغت میں گالی بھی بن جاتا تھا یعنی اگر "راعنا" کا تلفظ کرتے وقت زبان کو اِدھر اُدھر کر دیا جائے تو "راعینا" بن جاتا تھا یعنی۔ تو ہمارا چرواہا ہے۔"

یہ سب از روئے عناد و دشمنی کیا کرتے تھے۔ دیکھئے تفسیر جلالین طبع مصر ص۱۱۲

طبری کی تفسیر میں ہے کہ :

" یہودی حضرت محمد کو گالی دیتے اور بدکلامی سے دکھ پہنچایا کرتے اور کہتے "اسمع منا غیر مسمع" یعنی اسمع لا اسمعک اللّٰہ وہ لوگ راعنا بھی کہتے جسکی تفسیر وہب نے یہ کی ہے کہ ان الراعین ھو الخطأ من الکلام۔

اب اگر اس طرح کی تفسیر پر بنا کریں تو دیکھیں گے کہ یہودی لوگ کلام کے کچھ حصّے کو نہ حذف کر دیتے تھے نہ زیادہ کرتے تھے بلکہ زبان کو اِدھر اُدھر کرکے بات کے مطلب کو دوسرے معنی دیا کرتے تھے۔

سورۂ المائدہ آیت ۱۶۔ یا اھل الکتاب کی تفسیر میں رازی کہتے ہیں کہ :

یہودی لوگ توریت پڑھتے ـــــ تو اپنی زبان کو کچھ اسطرح توڑتے کہ رجم یعنی سنگساری کا مطلب جلد" یعنی کوڑے مارنا ہو جاتا تھا۔ یہ زنا کی سزا کے تحت کتاب مقدس کے صحیفہ استثنار ۲۲: ۲۳، ۲۴ کا حوالہ ہے جہاں زانی کو سنگسار کرنیکا حکم ہے۔

طبری نے بھی لکھا ہے کہ محمدؐ کے پاس یہودی لوگ آکر ایک گھر میں جمع ہوئے کیونکہ وہ رجم کے بارے میں حکم معلوم کرنا چاہتے تھے۔ محمدؐ نے پوچھا تم میں سب سے زیادہ عالم کون ہے؟ انھوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپ نے دوبار ابن صوریا سے پوچھا کہ تم سب سے زیادہ عالم ہو؟ اس نے

کہا لوگ تو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ تمہیں جو کچھ پوچھنا ہے پوچھو۔ تب آپ نے اُسے خدا کی۔ اور توریت کی قسم دی۔ اور ان تمام عہد و میثاق کی جو خدا نے ان سے کیا اور لیا تھا۔ قسم دی حتیٰ کہ ابن صوریا کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ ہماری عورتیں چونکہ خوبصورت ہوتی ہیں۔ اسلئے جدال و قتال ہوا کرتا ہے یہ دیکھ کر ہم نے زنا کی سزا میں نرمی کر دی ہے۔ اور دُرّے لگا کر ان کے بال مونڈ دیتے ہیں یہ سُنکر حضرت محمدؐ نے ان زنا میں پکڑے ہوئے لوگوں پر سنگساری کا حکم نافذ فرمایا۔ (کیونکہ یہی بمطابق توریت تھا) دیکھئے تفسیر طبری جلد ۱۱ ص ۱۱٦

وما قدروا الله حق قدره (انعام ۹۱) کی تفسیر کرتے وقت نہ صرف رازی نے بلکہ طبری اور بیضاوی نے بھی یہ لکھا ہے کہ یہاں تحریف سے مراد "تشویه الحقائق بکتمان بعض من نصوص التوراة" ہے۔ اس معنی ہیں کہ وہ حقائق کو غلط طریقہ پر اس طرح پیش کرتے کہ توریت کے بعض حصوں کو چھپا لیتے (یہ توریت چرم و قراطیس پر لکھی ہوئی ہوتی تھی) اور زیادہ تر وہ حصے دکھاتے جو انہوں نے لکھا ہوتا لیکن چھپاتے اسے جو قرطاس پر ہوتا"

ہم خود کہتے ہیں کہ ان کی یہ حرکت بڑی نازیبا تھی لیکن یہ تو دیکھئے کہ اخفاء قراطیس اور نصوص توریت میں تبدیلی دو الگ چیزیں ہیں جن کو مسلم حضرات مدغم کر دیتے ہیں اخفاء کا ارتکاب یہودی کرتے رہے ہوں گے مگر اس سے توریت کے نصوص و متون پر حرف نہیں آتا۔

اسی طرح آیت :

"افتطمعون... ثم یحرفونه من بعد ما عقلوه (سُورہ بقرہ آیت ۷۵)

کے تحت طبری لکھتے ہیں کہ :

"کچھ لوگوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اللہ کی روایت میں اور ہم میں پردہ حائل ہے اسلئے اللہ کی باتیں ہی ہمیں سُنوا دے موسیٰ نے اپنے ربّ سے اسکی درخواست کی۔ اللہ نے منظور کیا اور انھیں طہارت و روزہ کا حکم دیا تاکہ اسکے لئے تیار ہو جائیں پھر جب موسیٰ کے ساتھ طور پر گئے جب بدلی چھائی ہوئی تھی تو موسیٰ نے سجدہ میں گر جانیکا حکم دیا۔ تب خدا نے کلام کیا اور سب نے سُنا اور سارے اوامر اور نواہی جب خوب سمجھ گئے تو واپس بنی اسرائیل قوم کے پاس آئے اور جو کچھ سُنا تھا اسے ایک گروہ نے ہیر پھیر کرکے سُنایا لیکن ایک اور گروہ انھیں باتوں کا پابند رہا جنھیں اللہ سے سُنا تھا۔" (طبری ص ۴ ۱۳۲)

آیت : یحرفون الکلم من بعد مواضعه (مائدہ ۴۴) کے تحت جلالین میں ملتا ہے کہ خیبر کے یہودیوں کی ایک جماعت سے کہا گیا کہ جن دو مرد عورتوں نے زنا کی ہے ان کو سنگسار کرنا لوگ پسند نہیں کرتے۔ اس اختلاف کے حل کے طور پر بنو قریظہ کے کچھ لوگ حضرت محمدؐ کے پاس فیصلہ کے لئے آئے۔ انھیں یہ تاکید کیگئی تھی کہ محمد اگر دُرّے کی سزا سُنائیں تو مان لینا۔ اگر پتھراؤ کے لئے کہیں تو مت ماننا (جلالین صفحہ ۱۵۰)

اس موقع پر ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ وہ کون سے یہودی

تھے جنھوں نے توریت میں تحریف کر دی تھی اور کس وقت کر دی تھی۔ ؟

رازی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ خود حضرت محمد کے ہم عصروں نے یہ کیا تھا۔ لیکن یہی رازی تفسیر کی تیسری جلد میں تحریف سے کیا مراد لیا جائے اس کی تشریح کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ :

"ھو القاء الشبهة الباطلة والتاويلات الفاسدة وصرف اللفظ عن معناه الحق الى معنى باطل بوجوه الحيل اللفظية كما يفعل اهل البدع فی كل زمان بالآيات المخالفة لمذاهبهم"

یعنی تحریف کہتے ہیں غلط شبہات ڈالنا اور فاسد تاویلیں کرنا اور لفظ کو اس کی حقیقی معنی سے ہٹا کر طرح طرح کے لفظی حیلوں کو کام میں لاتے ہوئے کسی اور باطل معنی کی طرف پھیر دینا ہی تحریف کہلاتا ہے۔ اسکے مرتکب آج بھی اور ہر زمانہ میں بدعتی لوگ ہوتے ہیں اور یہی حرکت وہ ان آیتوں کے ساتھ کرتے ہیں جو ان کی تعلیم کے مخالف ہوتی ہیں "

یہودی کی اس مذموم حرکت کی مدافعت میں ہم یہاں کچھ نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ توریت کی آیات کو بدلنے کی یہودیوں نے کبھی جسارت نہیں کی ہے۔ تفسیر اور معنی میں کی ہو تو کی ہو۔

یہ بھی یاد رہے کہ قرآن کا یہ اتہام تحریف مسیحیوں پر عائد نہیں صرف مدینے کے یہودیوں

پر ہے۔

قرآن یہ کہیں نہیں کہتا کہ مسیحیوں نے اپنی انجیل میں تحریف کی ہے۔

ہم نے یہ بھی ماسبق صفحات میں دیکھ لیا ہے کہ قرآن کے نزول کے کئی اغراض میں سے ایک غرض یہ بھی تھی کہ کتاب مقدس کو سچا ٹھہرانے لئے بطور گواہ دنیا میں آئی تھی۔

چنانچہ کسی شخص کے بس کی بات نہیں کہ وہ اللہ پر، اس کی کتاب پر اس کی رسولوں پر ایمان رکھتا ہو اور اللہ کی طرف کسی ایسی ویسی لچر باتوں کو منسوب کرے۔

مثلاً اس طرح کی بات :

کہ

"خدا نے قرآن شریف کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ ایک جعلی گھڑی ہوئی اور غلط کتاب کو سچا بتائے حاشا وکلا !"

تمت

انجیل و توریت کی صحت و حقانیت

عزیز قاری

اس کتاب کے مختلف مضامین کے پڑھنے کے بعد ہم آپ کو سوالات کی صورت میں ایک اختصار توضیحات پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کی معلومات کا اندازہ لگایا جاسکے، ان سوالوں کے جوابوں کے ساتھ ہم آپ کے خط کے منتظر ہیں تاکہ آپ کو ایک کتاب انعام کے طور پر روانہ کردیں۔

۱۔ کتابِ مقدس (بائبل) کے آخر میں جو پیشینگوئی بیان کی گئی ہے اس کا کیا مضمون ہے؟

۲۔ حضرت نوح نے کیا تعلیم دی ہے اور کس زمانہ میں؟

۳۔ کس کتاب سے شروع ہو کر کتابِ مقدس کے حوادث صحیح طور پر قلم بند ہوئے ہیں؟

۴۔ شاہ فارس ارتخششتا کے دنوں میں عزرا و نحمیاہ نے خود کو کس کام کے لیے وقف کیا تھا؟

۵۔ خدا کی گواہیوں سے کوئی ایک ایسی گواہی کا ذکر کیجیے جس میں یہ وعدہ کیا گیا ہو کہ خدا کی وحی میں کبھی تبدیلی نہ ہوگی۔

۶۔ خدا کی کئی شہادتوں میں سے کسی ایک کا ذکر کیجیے جو اس کے نبیوں کے لیے ہے۔

۷۔ انبیاء و رسل کی بہت سی شہادتوں میں سے کسی ایک کا ذکر کیجیے جس سے معلوم ہو کہ خدا نے ان سے باتیں کیں یا کلام کیا؟

۸۔ مسیحی کلیساؤں کے قبضے میں مکمل کتاب مقدس (بائبل) کے قدیم ترین نسخے کتنے ہیں اور ان کے کیا کیا نام ہیں؟

۹۔ بائبل کے کتنے قدیم ترین مخطوطات اب تک دریافت کیے جاچکے ہیں؟

۱۰۔ کتاب مقدس بائبل کے کسی ایک مخطوطہ کا ذکر کرکے ان کے نام بتائیے۔

۱۱۔ فن آثار قدیمہ بائبل کی اعلیٰ ترین گواہیوں کا حامل ہے آپ کی رائے میں وہ کیا ہے؟

۱۲۔ کتابِ مقدس کی تصدیق کرنے والی اور اس کی صحت کی گواہ کوئی قرآنی آیت لکھیے۔

۱۳۔ کتاب مقدس کا پرانا عہدنامہ کتنے حصوں میں منقسم ہے؟

۱۴۔ نئے عہدنامہ میں کتنی کتابیں ہیں؟

۱۵۔ کتابِ مقدس کی تحریف کی نفی کرنے والی کوئی ایک آیت لکھیے۔

۱۶۔ ہندوستان کے مسلم علماء کس نتیجہ پر پہنچے؟

ان سوالات کے جوابات کے ساتھ ہم آپ کے خطوط کے بھی منتظر ہیں۔ اگر آپ نے بارہ جوابات صحیح دیئے ہیں تو اپنی سلسلہ مطبوعات میں سے ایک کتاب ہم آپ کو بطور انعام روانہ کردیں گے۔

THE GOOD WAY · P.O. Box 66
CH - 8486 Rikon / Switzerland

خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم
رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے
اور خدا اس میں قائم رہتا ہے

پہلا یوحنا ۴ : ۱۶